ان من الشعر لحکمۃ

الحمد للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام میں دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف بارا سلطان
آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ رشید علیخان ہادی دکن جگت فخر اسمخلص بہ قلق دیباچہ مزین و مسمی بہ

مظہر عشق

ALIGARH 1941

کہ ارشد تلامذہ واقرب اغرہ مہر سپہر سخنوری شمس مظہری انوری نکتہ سنج نے نظیر
جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہیں
در مطبع منشی نول کشور کانپور میں بھگوان دیال انجینٹ نے چھاپا اور شائع کیا

فہرست کتب

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست بطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کا معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے متعلق یہ ہے۔ کہ تیس صفحہ جو سادہ ہیں ان میں بعض کتب کلیات و مثنویات اردو وغیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
		THE HINDUSTANI ACADEMY	
		Name of Book مظہر عشق	
		Author [illegible]	
		Publisher [illegible]	
		Section No 811-01/83 Library No 664	
		Date of Receipt 24/1/21	
کلیات سرلق۔	عہ ۱۴/	دیوان حاجی میر درد۔	۱۳
کلیات سودا۔	۳۰/	دیوان بہار عرب۔	۱/۶ یا ئی
کلیات انشاء اللہ خان۔	۵	دیوان لطف۔	۱۳
شاہد عسرت۔	۶ یا ئی	دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔	۱۱
تخت شعرا۔	۱۵	دیوان غافل۔ منور جاں صاحب۔	۱۴
ریاض سنجیدہ۔	۶ یا ئی	دیوان مرغوب بیان تصنیف تمکل حسین خاں صاحب	۸/
قطعہ متحدہ۔	۳/۳ یا ئی	دیوان جیا۔	۱۲

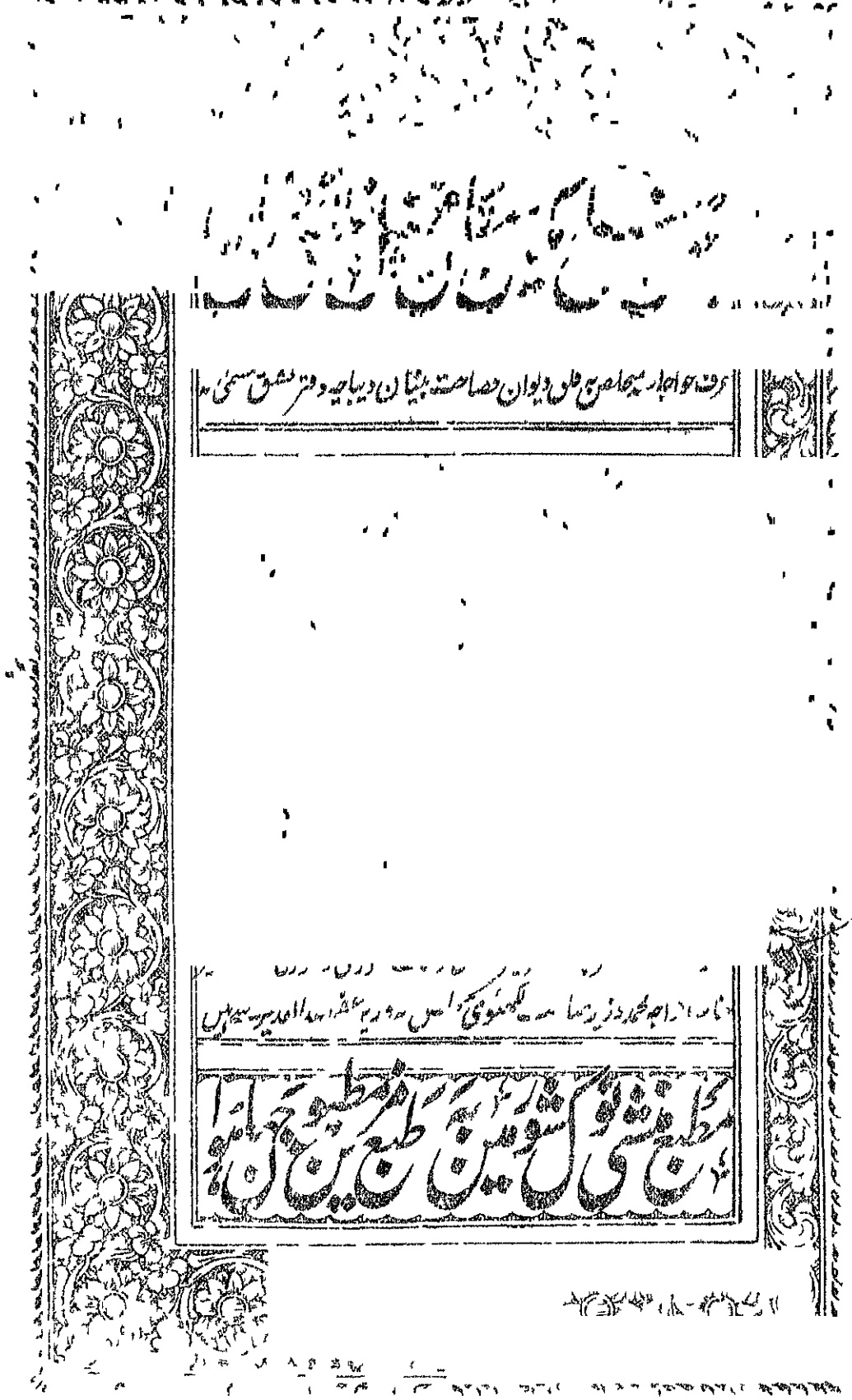

قصیدہ در مدح ابوالمنصور ناصرالدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان العالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر لشکر غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

زمیں ہر جوش سے از روزن خم رنگ بھارا — نہ ٹپکی ہے رگ گل مثل نبض عاشق زار
ہوا بہار سے ہر اک تپنگ رستک ہزار — بہال تتمع بی شاخ شعلہ لائی بار
زمیں در دیہ ہوئی اندر نمین بالغ بہار — کہ شاخ گاؤ زمیں سبز ہو کے لائی بار
نبے ہیں صاف ہم آواز گلرخان عاشق — تکست رنگ کی آواز ہے ترانۂ یار

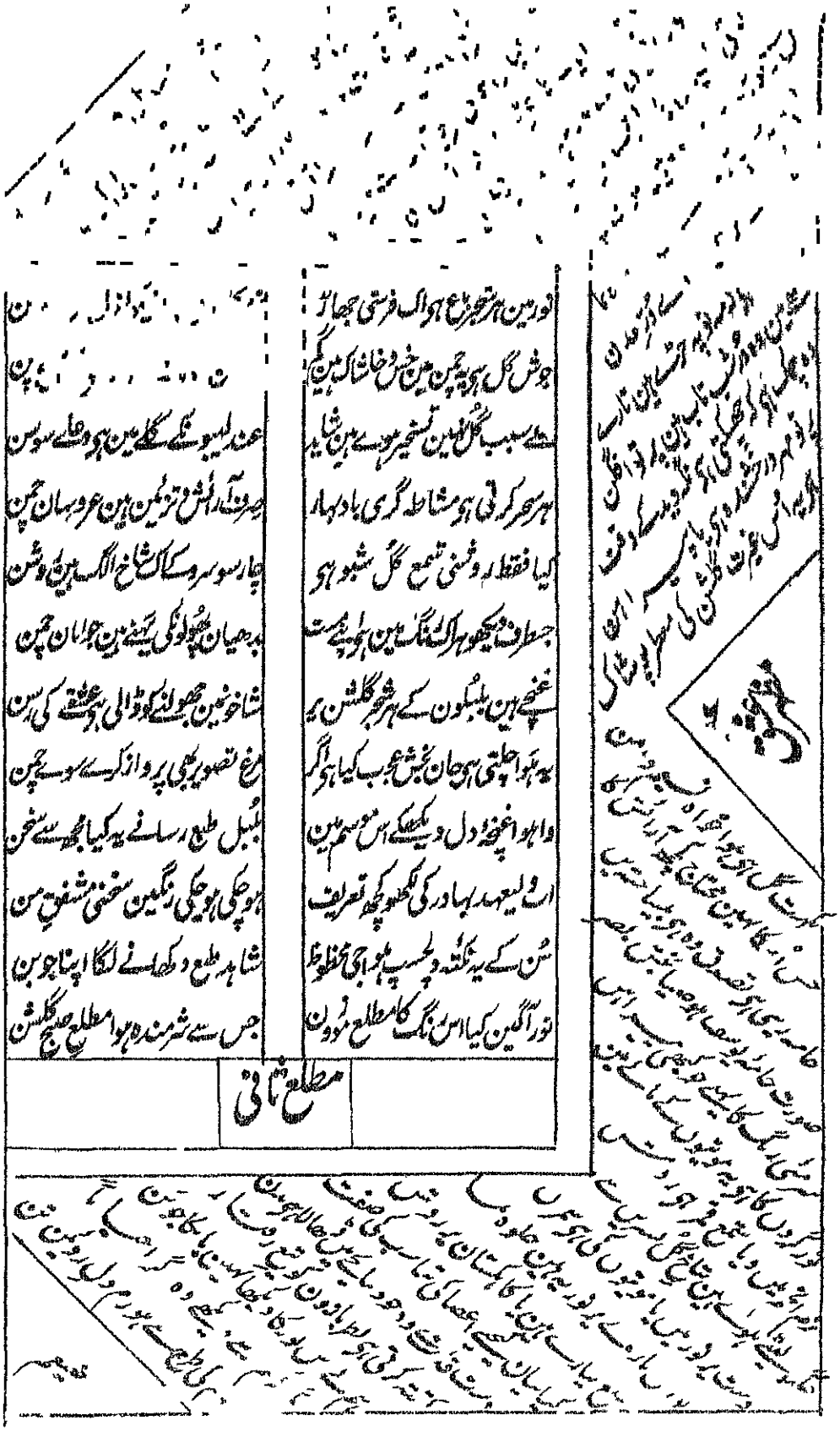

ایسے سخنور نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھے پھرین — چین و روم و ختن و مصر و خشان و مین

خلق مین وضع مین ہمت مین دیانت مین سخا — کہین و ہنا مین ہمیل اسکا نہین مشفق من

پاسکا پورا ہی ایسا جو کہے منھ سے کرے — محو دلسے رہے تا حاصل مطلب ہمہ تن

رفقا یار و رو طباع و متین و دانا — نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہی کہ اس ذہن و ذکا کے آگے — طفل مکتب ہی رسلو و فلاطون کو دن

حال ہمت کا بھی سو قت ہر اک پر کھلجائے — گنج قارون اُسے ملجائے اگر شغل من

گلشن نظم مین جبکے جو ذرا بلبل مکر — حرفہ دکھلائے بہار خیستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون — یون سجے ہم مین سجی حاتی ہی جسطرح دو لھن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان — اصطلاحات پہ صیقے ہوے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی — نہ سہی کہیے کہ درج در مضمون ہو دہن

طبع دشوار پسند آئے جو دشواری پر — روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہو آسکل تر — چونک اُٹھا بلبل شیراز میان مدفن

ایسے سخنور نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھے پھرین — چین و روم و ختن و مصر و خشان و مین

خلق مین وضع مین ہمت مین دیانت مین سخا — کہین و ہنا مین ہمیل اسکا نہین مشفق من

پاسکا پورا ہی ایسا جو کہے منھ سے کرے — محو دلسے رہے تا حاصل مطلب ہمہ تن

رفقا یار و رو طباع و متین و دانا — نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہی کہ اس ذہن و ذکا کے آگے — طفل مکتب ہی رسلو و فلاطون کو دن

حال ہمت کا بھی سو قت ہر اک پر کھلجائے — گنج قارون اُسے ملجائے اگر شغل من

گلشن نظم مین جبکے جو ذرا بلبل مکر — حرفہ دکھلائے بہار خیستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون — یون سجے ہم مین سجی حاتی ہی جسطرح دو لھن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان — اصطلاحات پہ صیقے ہوے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی — نہ سہی کہیے کہ درج در مضمون ہو دہن

طبع دشوار پسند آئے جو دشواری پر — روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہو آسکل تر — چونک اُٹھا بلبل شیراز میان مدفن

کہاں یہ قلقل مینا نے مجھ سے مستی میں
وہ کون یعنی کہ سلطان عالم و عاصی

قوی ضعیف ہوے بسکہ جور سلطاں سے
اگر پتنگ کا دھوکے سے ایک پر جلجائے

کرم سے اپنے جسے چاہیں تاج بخش کریں
نگاہ مہر عنایت سے رتبہ افزوں ہو

جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار
کرم سے شہ کے گدا بھی ہے شاہ اسلاتا

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ اے قلق دل سے
خدا کے فضل سے تا ہے دراجابت باز

رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم
ہمارا شاہ شہنشاہ ہمت کشور ہو

اسائہ مانگ لیے کہ لکا دے، میرے سر پہ حضور
تو مارے خوف کے محفل سے شمع ہو کافور
پڑے جو سایہ بنے حوت ہما عصفور
جہاں میں ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور
وہ آبگینہ ہے گھر سے ہو دور
کہ پانوں توڑ کے بیٹھا تو ہو گیا تیمور
دکھایا صبح اجابت نے چہرۂ پر نور
دعا قبول کرے جبتلک کہ رب غفور
ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور
رکاب چومے صدا روح قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحیٰ

گردش سے چشم مست شہ خوش نگہ کی
دل بلبلوں کا صوت مدیحہ سرا رہے

سود افزون ہو الفت مژگان شاہ کا
کھٹکا یہ میرے کاش دل میں لگا رہے

اے ظل حق ہما کی عادت ہو گر یہ
محتاج کب سایہ نعلین کا رہے

حاتم کی رو کی یہ صدا ہو کہ اے کریم
تا حشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم و سیب زنخدان حضور کا
عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی
ہر دم ریاض دہر میں نشو و نما رہے

یارب نہال مسند تمکین کامرے
گلزار روزگار میں پھولا پھلا رہے

یسیاں کی طرح دامن امید خلق پر
در بار رحمت تو دو و نخا رہے

بھرتی ہو میرے آگے واہو ہو نکا دم
یا میں ہی اس زمین میں لہو ن یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب پر کون کا آپ کے
ست عنب کو ہوش نہ باقی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز اوج موج
جوش و خروش قلزم جود عطا رہے

سونگھے کبھی جو نکہت زلف حضور کو
ہر دم دماغ سنبل گلشن سا رہے

لیں اس گل عذار سے گل دام گفتگو
طوطی خط سر سدا لوٹتا رہے

۹ شعبان

بطن صدف میں گوہر دریا سے بار ہے
افسر کی طرح تارک گردوں پہ دور ہے
زیب سریر اوج مرا اوشار ہے
خطبہ ہو ہم دیار میں نام حضور کا
جاری جہان میں سکہ اوج اقتدار ہے
الصلح یا دلہا ری مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہے گردون بخشائی و دھ تیرا — دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا
عوض طاعت کے یہ دعا ہے میں ستاں جنت کا — مجھے منظور ہے احسان لیمانیری رحمت کا
ہمیشہ بزم تیرے آباد مجمع اس خرابات محبت کا — رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
کرونگا روز حشر گستاخانہ ای تو — گنہگاری کا باعث تھا تیری رحمت کا
تو وہ ہے خلد بند گلشن ایجاد ہے صانع — ریاض ہر گلدستہ ہے تیرے صنعت کا
کریگی حشر میں ہم عاصیوں کو خرد تو ہی — ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا
ریاض ہر مین ریزی بخشائی کے ہاتھ ہیں — ہر اک سنبلستان ہے انگشت سہارا تیرا

تو اپنے بقدر اعتبار غرور اتنا کر راہ	نہیں ہے قاضیٔ روزِ جزا مشتاق اشوں کا
وہ کم مایہ ہوں میں روزِ جزا مرغِ عمل میرا	بنے گا صید شاہینِ ترازوئے قیامت کا
اڑا کرتا ہے جو شرم سیہ کاری سے یہ پرہم	مرا رخ آشیاں ہے طائرِ رنگِ ندامت کا
اگر ہے جائے وقف اتقا سے تو توکل کے	مرا ہو سوکھے ٹکڑوں بھی میدان نعمت کا
نہیں حزا افعال حرم کچھ یاں مال دنیا سے	ہمارے بعد دوار ما یا ئیگے ترکہ ندامت کا
عرق نے افعال جسم کے طوفان اٹھائے ہیں	فلک بھی ایک شیشہ ہے مرے آب نجالت کا
عجب کیا گر ہو خوش افعال جرم اسود	ڈبو دے کشتی تن کو مرے دریا ندامت کا
ہری ہو جائیگی کشت امید معصیت کا ان	اگر تر جائیگا حمیدیا کوئی باران رحمت کا
عجب کیا ہو وہ ستاوان دو مسدب آب رحمت سے	ہو کشت توبہ میں تو بوئے تخم انسکت ندامت کا
طمع بھی کیا ری شے ہے کہ ستل ماہ حیدر میں	گھٹا دیتا ہے عزت کو ترا صاد دست حاجت کا
رہو نگا جلوہ دیدار سے بیخود قیامت تک	کیا ماہ تجلی نے کتان ملبوس طاقت کا

قلق دیو طمع کو اک نہ اک دن ہم پچھاڑیں گے
ہمیں ہے آزمانا زور بازوئے قناعت کا

ہوا مسجود افلاک آستانہ کسکا جز تیرے
فرشتہ کونسے در پر ہوا محتاج اجازت کا

نہاں ہو نیلے اسکے ہی یہ مزینت افروزی
ترا سایہ بنا ہی سرمہ چشم حور جنت کا

لیا عہد حیات نازنیں سے وقت رحلت بھی
ہوا کوئی بھی ایسا نہ دلسوا پہی امت کا

کرونگا زیر تیری پیروی سے نفس کش کو
ہی نقش پائے قدسی یکسر باز و رحمایت کا

کہینگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین
ستارا آجکل چمکا ہوا ہی صبح جنت کا

دعائے مغفرت کی اسلیے تازیست رو رو کر
بہت تھا یاس اُسکو آبروریزی امت کا

ہین اُسکی خاک پا کو توتیا چشم کرتا ہون
نظر آتا ہی جسدم کوئی زایر تیری تربت کا

عطا کس پیار سے فرمایا مرحوم خطاب اسکو
خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی امت کا

زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو
فلک کو مرتبہ حاصل ہو کس اوج و رفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز و انجام اسطرح سے نظم خلقت کا
سنی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا

ہوا ست الحرم مشرق تے نور حلاوت کا
تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

کھلا ہی آپ ہی آرائی شوق کا پردہ ۔۔۔ مرے گلشن میں لالہ نام ہی داغ محبت کا

وفورِ ضعف ہی فرقت کی کیا جانیں عدو ظالم ۔۔۔ تن لاغر مرا تکمہ ہی چشم خواب راحت کا

مرے ابرو کمانِ عشق نے یہ نام رکھوائے ۔۔۔ دلِ ناشاد تو ایں گیا ہی ملامت کا

سوائے تو رقلقل مست کب سنتے ہیں واعظ کی ۔۔۔ بھرا ہو نہ میسا سے رہ کو گوش عصمت کا

وہ دیوانہ ہوں میں جو بیڑیاں زنداں کو ڈالیں ۔۔۔ تو کوہ قاف میں کونڈا کیا یوں نے سنت کا

بتاتے سامری کو حرہ سون نرگس جادو ۔۔۔ تمہے ہی ٹھوسے عیسیٰ سیکھلیں یہ تیسہ طبابت کا

غنی ہونے پہ بھی عیب طمع جاتا نہیں ہرگز ۔۔۔ دلِ اہل ہوس ہی ہوند ہی دماں دولت کا

ہاہ ہی ٹک ہنسا اوں میں باعث تزئین ۔۔۔ لگا ہی حاشیہ دامن مرے آئینہ حیرت کا

دل تیہ امین جب اس عورتوں کا دھیان آئیگا ۔۔۔ سراک چاک جگر ہوگا دریچہ قصر جنت کا

بجائے فاتحہ ہر دم وہ یہ آکے کہتے ہیں ۔۔۔ ق ہوا ں قبر پہ تعویذ ہی سنگ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطفِ حق پرستی تب پرستی میں
نہیں عشقِ مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

تھا قصد قتل غیر مگر میں طلب ہوا ۔۔۔ جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

اگر ای ستم تمھاری کرامات دیکھ لے
شیخ حرم مرید ہو پیر کنشت کا

خورشید روز حشر بنے صورتِ حمل
سایہ اگر پڑے دلِ ظلمت سرشت کا

آیا نہ دام میں ترا دیوانہ اے پری
کوئی چلا فریب سے حورِ بہشت کا

پامال ہونگے یار کی رفتارِ ناز سے
مضمون کھلا یہ آج خطِ سرنوشت کا

سنگِ الم سے ٹوٹا دلِ اس راہ خوار کا
اٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا

یاد فروغِ روح ترے اے غیرتِ قمر
ہے نور دیدۂ دلِ ظلمت سرشت کا

دیکھا وہاں بھی تجھ کو پہنے ہوئے حریر
زاہد اتار لون گا میں حلۂ بہشت کا

مجھ سے سیہ کار کا ہے کام باز پرس
کاہے کو کرینگے میں جو اعمال زشت کا

اتنا کہون گا کاتبِ اعمال سے ضرور
کیجیے مقابلہ تو خطِ سرنوشت کا

سید افاق ہین ایک بت تمع رو پہ ہم
پروانہ اپنا دل ہے چراغ کنشت کا

ایوانِ دیوان ہین ہے نون و صف پاک اللہ کا
آستان ہر دائرہ ہے مرغ بسم اللہ کا

مرتبہ ہے یہ ترے دیوانۂ دلخواہ کا
کنشور و حشت مین ہے ہمراہ ڈنکا آہ کا

کر طواف اپنے پہ دل ہو تا نکالا تا اگر
ہو تو اس بت کے یہیں حج بیت اللہ کا

محو مژگاں ہیں بہت نازکی اے تیغ شوق
آنکھوں سے نار اٹھیگا بس شعلہ راہ کا

آتش عشق اس تل لاعرکی ہمیں کیون نہو
روز اول سے عدو شعلہ ہے ہر گرگ کاہ کا

مردہ دل کیون کر کو حاصل ہو مسیحائی کیطرح
قاتل ہمارا ہے لعرہ قم باذن اللہ کا

اپنے قاتل کی میں آرسے کے بسمل ہو گیا
حل ہوا در یہ جو بسم اللہ بسم اللہ کا

گفتگی کے دے جو دیر ہو بٹھ کاٹا مجھے ہم
وہ بھی ٹاکاٹ لیتے ہیں نرخواہ کا

مرحبا تیغ قتل کی حرت ہمیں پڑتی مجھے
عید قاتل سا ہوگا عید نا درستا ہ کا

گفت گرم دل ہو یہ گیرا تشکو کے ساتھ
ہو کیا ٹھنڈا یہ سیارہ کلام اللہ کا

اشک میں آتشوں عالم دل اے سیاہ
فتنہ محشر لقب ہے قامت کوتاہ کا

کشتہ اللہ صبیر اس شاہ کی سرکار میں
رد و ہوتا ہے نہ اس ترنی خواہ کا

حق حق ہیں لاغر ایسا ہون کہ مجکو ہے قلق
کود سے بھی ہے زیادہ لوحہ مرگ کاہ کا

نشتر ہے اپنا قاتل لو حق مجازی کا
ہے موج بحر رحمت نام اس تیغ جہازی کا

وحشت سے عیب مستی عصیاں ٹپکے مرے
ہر داغ دل کے جام کا سر پوش ہو گیا

رخصت ہیں گفتگو جو تب وصل اُسنے کی
شمع سحر کی طرح میں خاموش ہو گیا

جھک کر سلام عید کو اُس تک نہ جا سکے
بالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہو گیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیف شراب حسن
ساقی کے جام چشم کا سر پوش ہو گیا

آمد میں چشم مست کے خود رفتہ دل ہوا
کم ظرف ایک جام میں بیہوش ہو گیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا

خط شعاع موج خرام آپ کی بنی
خورشید ہر ستارۂ پا پوش ہو گیا

قاتل نے کر اُتارا تقاضے سے ہو کے تنگ
گندم اُسے گراں میں سبکدوش ہو گیا

کی سیر کفش نعش میں جان اُسمیں آگئی
وہ پاؤں روح قالب پا پوش ہو گیا

جوبن دکھا لا یار نے دل غش ہوا مرا
اُسنے سنبھالا ہوش میں بیہوش ہو گیا

زلفیں کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
ظلمت سے گھر میں آئنہ رو پوش ہو گیا

تیغ نگاہ قاتل خوبیں کی سُنکے دھاک
آئینہ جوہروں سے زرہ پوش ہو گیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
شکوہ چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا

جگہ یہ عشق حال گوشۂ ابرو نے پائی ہے
سویدا نکلیا ہے سنگ اسود کعبۂ دل کا

یہ ثابت ہے مری لیلیٰ کی سیاہی بھی مجنوں ہیں
نہیں ہے ہالہ پائے ناقہ میں ہے حلقہ سلاسل کا

وہ مجنوں ہیں کہ پس مر گئے وہ تو رشک کے مارے
غبار اٹھکر نہ پہنچے پردہ مری محمل کے محمل کا

نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش
جھلک جاتا ہے اک ہی شب میں ساغر ماہ کامل کا

ثاقب لکھنوی

قلق ہوتی ہے آسانی سے جانا زد کی حل مشکل
حقیقت میں بہت ہے دم غنیمت تیغ قاتل کا

فسونگر حسن عارض ہے مرے زہرہ شمائل کا
گمان خط ریحان پر ہے دود چاہ بابل کا

نہیں کم ظلم سے لوٹ اب بھی سیر قاتل کا
ہوا کرتا ہے جیسا اسکے گھر میں قص بسمل کا

اٹھایا جب بنائی کا اتحاد عشق نے پردہ
تو عالم خیمۂ مجنوں نہیں ہوا لیلیٰ کے محمل کا

شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچیو اسپر
مصور گر ورق پاتا بیاض خیمۂ بسمل کا

دم قتل اسکی بے تابی نے میری آبرو رکھلی
نہ میں شرمندۂ احسان ہوا شمشیر قاتل کا

نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل سے دم پھر کے
ہوا ہے یک کلیسا اسکو تماشا رقص بسمل کا

بڑا جھٹکا کمند زلف کا اب کی اٹھایا ہے
بہت مشکل ہے بچنا اس بلائے بے مدارا کا

19

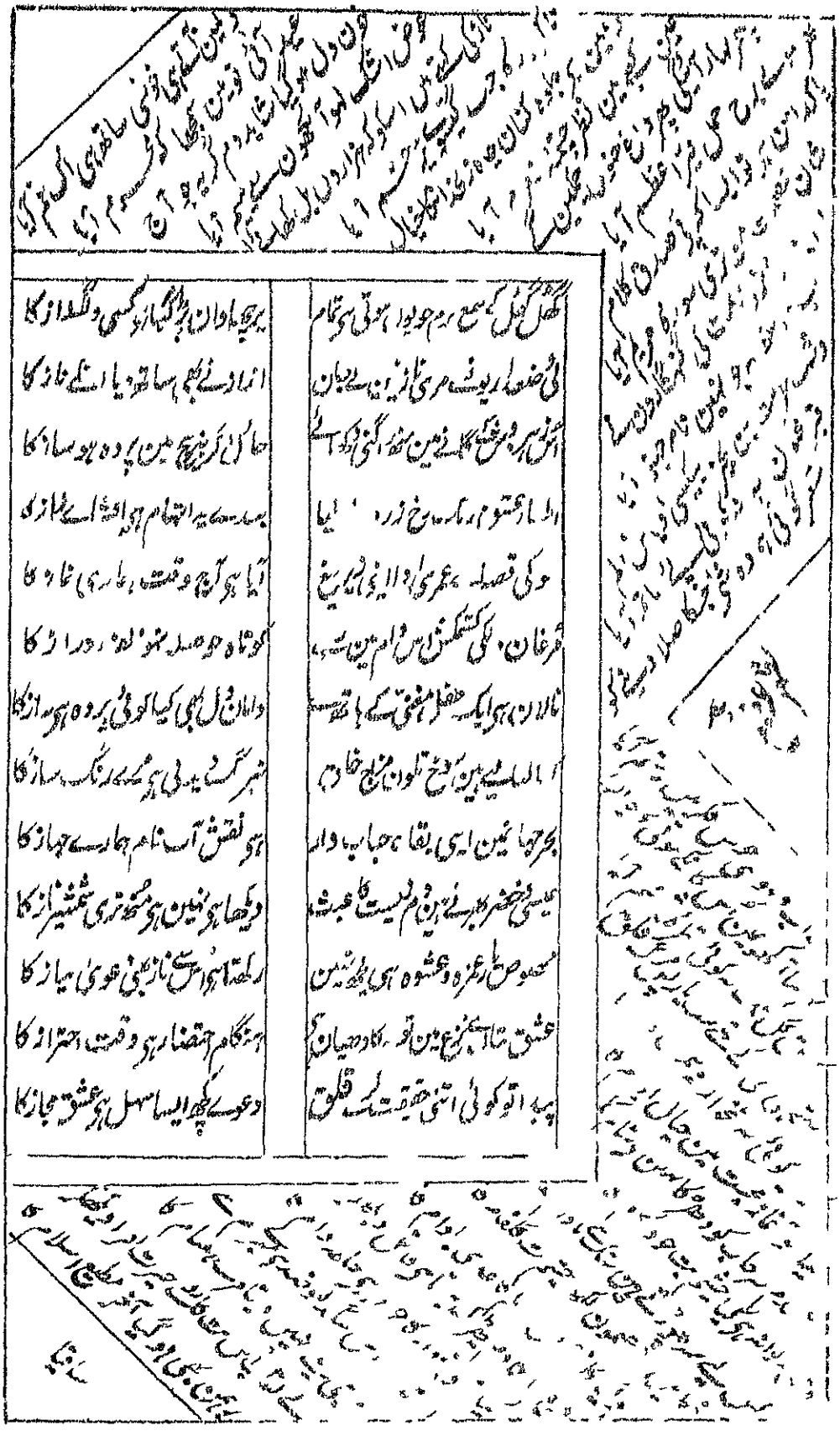

ساقیا تھوڑی دے پانہیں کچھ سوجھتا
کاسۂ بے تہ کی ہے بڑھوں خط جام کا

روئیے رو رو یہ حسیں بھی ہیں دہوں اسیر
چشم گریان شکیا ہر ایک حلقہ دام کا

اُس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہے کہن
خاک دلمیں سکہ جاری ہے اُسی کے نام کا

حلقۂ گیسو ئے سکے یہانسنا منظور ہے
پڑ رہا ہے دور امر ع دلیہ چشم دام کا

دل کیا آباد جسنے داغہائے عشق سے
کنج دالا اس جزانے میں تمہارے نام کا

بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے
مانیے کہنا کہا تک نفس خر خام کا

وقت میخواری جو وہ صیاد یاد آیا مجھے
پڑ گیا بیدل گلے میں موج کے دام کا

سوز غم سے ہی قلق رونا مجھے یاد آگیا
آج ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

یا دیار و نے ہمیشہ اُس بت جلاک کا
سرمہ جنیم ستم ہیں ہو یا رب ہماری خاک کا

کیا مہک ہو بس کیا سارا مکان ہو گلبدن
غنچہ چیکا یا کھلا تجھ تری یوشاک کا

ساقیا کہتے ہیں جانے سکیتی کی رات دن
سائبان کر میں ہو بھی اربستان کا

عشق میں بیخود رہیں دونوں ارمیں مجھے
تام وصلت کی جو تھی غم صبح حشتاک کا

اسمین سمجھائے سبب پایہ کب جانے ہو رونے	تم بھی چھینٹا کھا گئے شاید کسی بیباک کا

اخیر اُٹھتے ہین کیا کیا اسی قلق حمام مین
یار پر میل طبیعت دیکھ کر دل لاک کا

ہو وہ مسکس آپ کے دیوانہ میاں کا	اک بگولا ہو فلک جس دشت وحشتناک کا
مٹ گئے پھر بھی ہو باقی شوق دید روئے یار	چشم پر حسرت ہی ہو ذرہ ہماری خاک کا
سچ تو ہو نشہ مین کیا ہی سوجھتی ہو دور کی	ماہ پورہ دھوکھا ہو خشت خم افلاک کا
دستنم سین رات دن رہتا ہی کیون چکر مجھے	کیا مین چوبر ہو مہ گردش افلاک کا
دل پر اسد رحم میلا ہے تک گرم ہو	برق اک معجزہ ہو بحر اشک آتشناک کا
ساقیا گلگشت مین بھی ہو ادا مد نظر	پھول آنکھونسے اُٹھالیتا ہون نخل تاک کا
حال کا بوسہ دیا تو تیم سیگون پھیر لی	نشا اترنیکا نشا چڑھ گیا تریاک کا
دیکھا جانبار و نگاہ مین	حسرت دل تک رہی ہو منہ ست سفاک کا
زور دکھلایا اثر جذب دل نجیر نے	بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا
دیکھنا کیا فیض صحبت ہو لب عاشق کا	نام ہو جو چیا تا اُس شوخ کی مسواک کا

یہ تمنا ہر لب جانبخش ہو گر کوئی تیر
لون دہان زخم سے بوسہ لب افگار کا

روکے جب روز نے بجھا کا ہی پری میں بیسن پڑا
کیا اثر دیوار میں ہو قہقہہ دیوار کا

خونسے تر ہر دم رہا کرتا ہی او خونریز خلق
زخم دامن دار کیا رد مال ہو تلوار کا

رات دن کن گرد شونمیں اپنی کٹتے ہین قلق
انقلاب دھر ہی بھیر مانگا دیا رکا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا
پھیل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

بل جو پڑ جائے سراسر نقش ہو تلوار کا
حسن ہی تو ہر مے ہے افزون آب و خمار کا

حکم جنت مین تو جانیکا نہین شیطانکو
کوے جانا نہین ہی یار ب وصل کہین اغیار کا

تیغ عریان پر پڑے جو اُس دم دندانکا عکس
موجۂ آب گہر جوہر ہو تلوار کا

ہڈیونسے میری نفرت تھی ہمارے تیغ کو
استخوان تک پہونچی جب منھ پھیر گیا تلوار کا

اسلیے ہر دم عرق افشان جبین یار ہی
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا

او شکر لب تا عرق آلودہ عارض پر نہین
پی رہا ہو رس شکر خوار اگل رخسار کا

جو خریداری کو آیا جل گیا ہی برق حسن
آجکل ستہرہ ہو تیری گرمی بازار کا

مرے سر دیکھ کیا ہے بے سر کو فکر سنبل
کہ ہو نہیں سبز نکلنے والا تخم نہ لف شکوہ کا

لکھی ہے جو غزل دلسوز ہاں یاد میں اپنے
سنا ہے آشیاں ہر ڈالہ عنقا نے نغمہ کا

وہ دیوانہ ہوں جسے سیر نجد و شہر ماورا ہے
نہیں کم دشت مادر سے مرے کوہ و ہامون کا

یہ کی اس طفل یاد نے شہر میں تحت نشین
عوض تھر کے ہمارا بھی ہوا صحرا ہی ہامون کا

گلستان جا بجا ہے دیتے ہیں لڑکے مرے دیوانگو
لکھا ہے صف جو اک شاخ گل کے دے کلگونکا

چڑا کر دل کو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آپ ہی بڑھاتا ہے بنی چشم میگون کا

تصور ہوتے ہے دانتوں کا آباعین قت میں
نظر آیا ہر اک آنسو میں عالم دُر مکنون کا

وہ دیوانہ ہوں جس شجر پر گیا میرا
ہوا اسپر تیقن ای پریرو بید مجنون کا

وہ نسخہ ہوں کبھی افسانۂ لیلیٰ جو لکھتا ہوں
قلم حامہ بنا لیتا ہوں سنبل سبد مجنون کا

پڑا گر تو جو تیرا اس انجمن افروز کا
شمع پر دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اس مہر عالم سوز کا
ماہتابان پہ ہوا عالم چراغ روز کا

ہوا کشتہ مین جب وہ مسکرائے دو کی لیکر
بنی موج تبسم شیغہ برق لن ترانی کا

رکھا جب لب پہ دندان آپنے انگشت حیرت سین کو
ہوا شک مجکو سیپارہ یہ مین کاغذ کی نشانی کا

صفت لکھنا ہی اُس شوخ کے روے تابانی کی
سیاہی مین ہو مضمر دود چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطی خط سبز بھی تک
اسی منھ پر ہی ہو وا اُسکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسمان پر لوگ کہتے ہین
بڑا نہ وستہ ہو اُنکی قبا ے آسمانی کا

آئی لکھنؤ مین کوڑ لوٹنے مول مون گلرو
سنون نکو وہ جنس حسن جو بھی گرانی کا

وہ ہو صیاد تو شہین تفنگ کلک فکرت سے
شکار اب کیجیے ہین وزمرغان معانی کا

قدم رکھتے ہی عشاق کے کٹتے ہین یہ لقاطع
ترے کوچے مین کیا پتھر کا ہو خنجر کے پانی کا

ستارہ نکا جو شک ہو ایک ماتھے کی بغل پر
آسمان نفیہ ہو دود چراغ آسمانی کا

مرے قاتل کو طفلی مین بھی تھی شوخ تمکاری
معلم سے جو پڑھا تھا وہ تھا سبق بیجانی کا

جھکا کر سر درم فکر سخن مین ڈوب جاتا ہون
گریبان تفکر ہو بھنور بحر معانی کا

کیا ہے مرے تو غماز نے قتل ایک عالم کو
دکھایا آج جوہر اُسنے تیغ ذوفعانی کا

دم تحریر گلہاے مضامین جنیدہ کرتے ہین
صریر کلک کیا نالہ ہو مرغ بوستانی کا

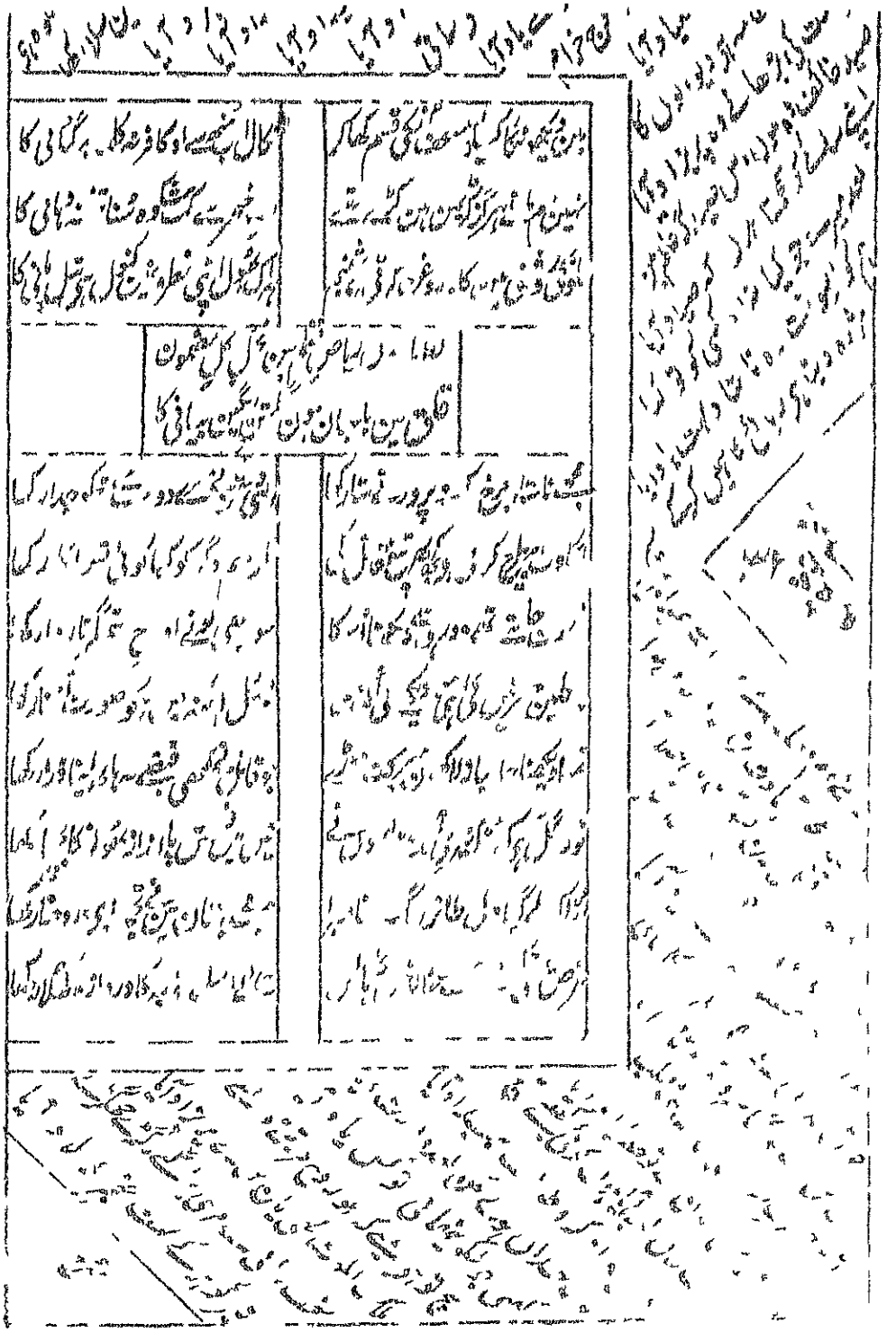

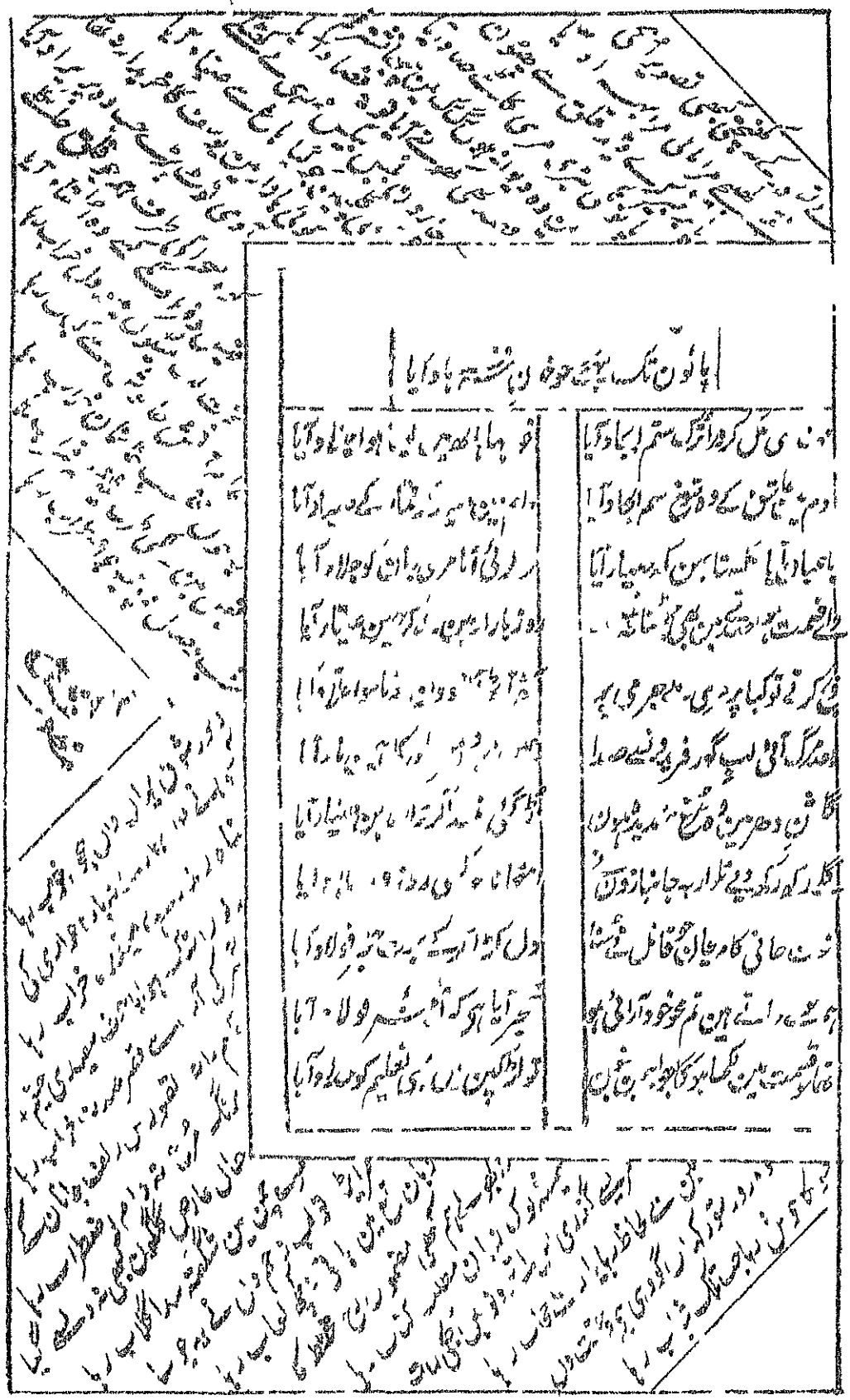

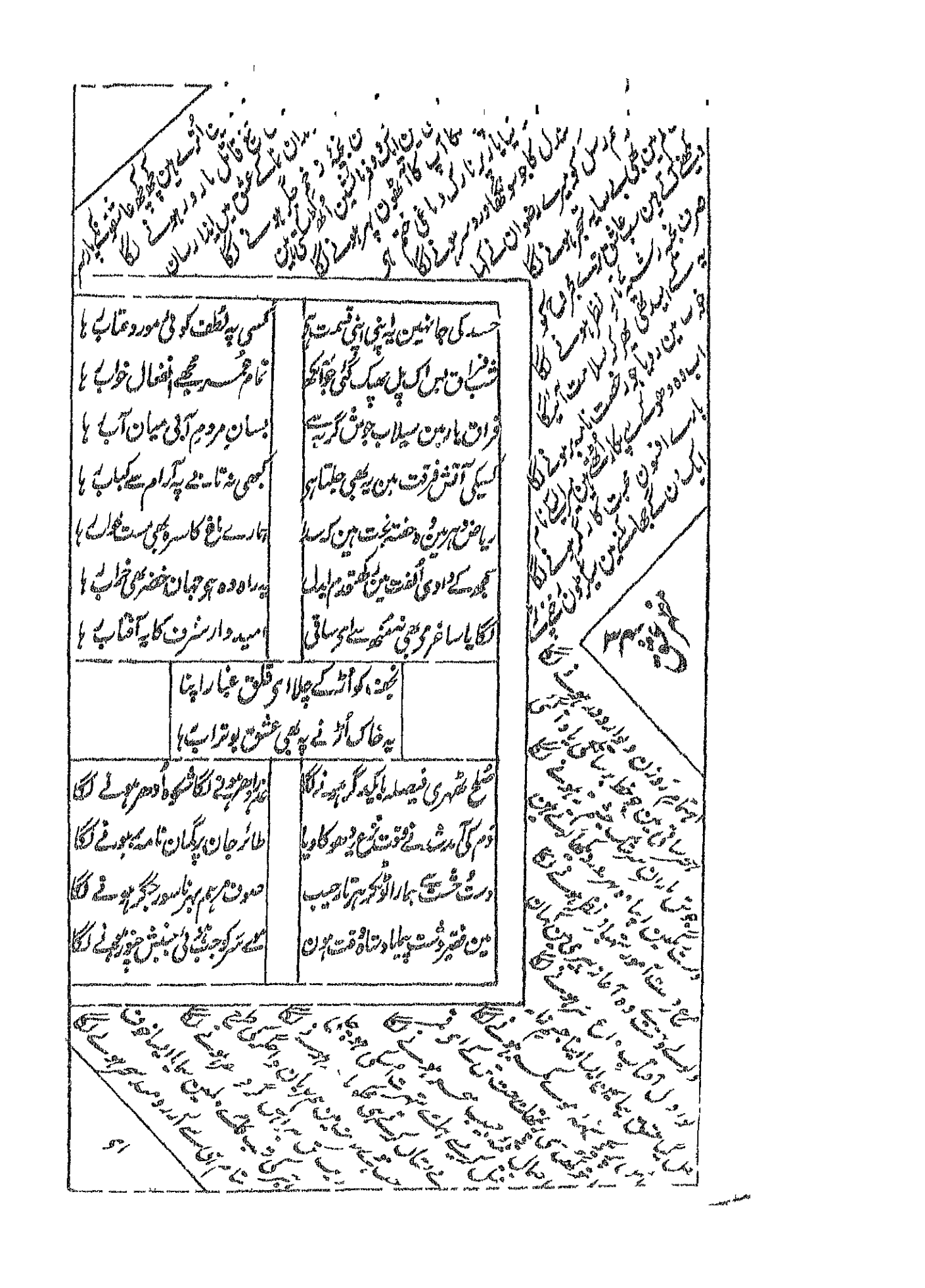

اے قلق مین ہون وہ نازک دل کہ فوراً مہ سے
جب کتان پر پڑے اوڑ اکہ دے جگر ہونے لگا

قسمت حق مل لیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی مجھ بخت نے برج آفتاب کا

اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف دیکھ آپس مین دون تو جانیان
دے قبر عندلیب مین تخمہ گلاب کا

رویا جو مل نہین سکتے ہین شیر سے
عالم ہی اپنا خواب مین لو گوشت خواب کا

صورت گر دو چند خیو مجھ پیر کی شبیہ
تصویر پر لگا یو روغن شباب کا

سنج مژہ پہ دیکھکے لخت جگر مرا
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا

مجدور زندہ دار سیاہ پر یکا ہو
صدقہ مین میرے بھیجو پیالا شراب کا

دامن جنون مین صحرا ہی چاک چاک
دھوکا عبث ہی خضر کو موج شراب کا

بیجا نہین ہو گر یہ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا

پیر مغان کے عرس مین یون آئین اہل دہر
گنگا گر کے بدلے سر ہو سبو شراب کا

۳۵

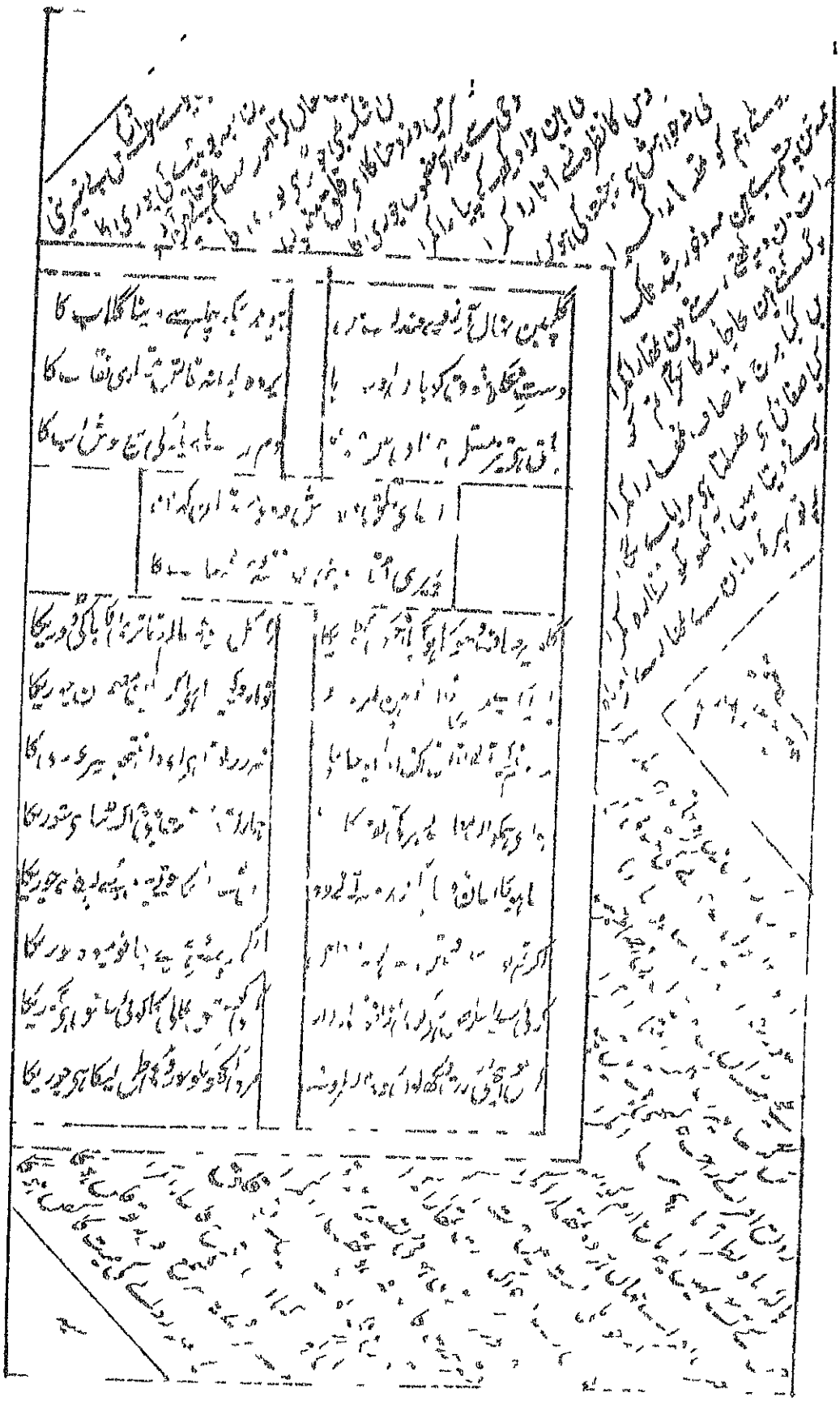

اسکو الفت ناک مژگان جانا ہی نہین
کونسا دل ہی نشانہ جو نہین اس تیر کا

اسکے قابو مین دل عالم ہی مین حیران ہی
یہ خط عارض بھی ہی گویا مثل تسخیر کا

حائد دل تیری صنعت ہی کہ اسکو خراب
نام ہی تعمیر سے ہر صاحب تعمیر کا

گشتہ اس رنگ طلائی کا ہون جان نثار
کام یہ ہین ہماری خاک سے اکسیر کا

اہل محفل کی دلا گیری کا ہی خام بہ
دیکھو دنیا ہی مین منہ کالا ہوا گلگیر کا

ای فلک کس رہ جہ راہ عقدہ الفت ہی تجھ
یا کون یان جمتے نہ دیکھا ناخن تدبیر کا

لکھا مضمون جس شکل مین کہ روی روشن کا
ہوا دیوان اپنے شکل ہیاض صبح گلشن کا

دل چاک حاوی ہی حلہ خسار روشن کا
تماشا کوکب دیکھا ہی گہاں آسمان کا

سویدے کلا کون اسکے تیغ تیر یہ دیکھا
خصیت تین بہت ہی گھوت کڑوا آب آہن کا

وہ بانکا دل مہن رنج غیر ہی سوہان جان محکم
کسی دلمین نہ توڑا دوست تیغ کیا اپنے دشمن کا

نگاہین دیکھکر طوق طلائی تک ہوا محکم
کہ ماہ نو ہی پروانہ تمہارے ہی گردن کا

گشتا مانی نہیں ہی وی ماہ پیکر ہی نگر
اڑا ہی رنگ مستی کھائے وے سوسن کا

میانی الفت کیا ہی سبک ایسا | حاطر یہ گران بار کی نظر مین ہون ہلکا
وہ سوختہ جان ہون کہ اٹھے دود دل اپنا | انکو صفت شام ہو نظر دین دھوند ہلکا
جھلسی کیا اس نالے نے پتھر کا کلیجا | پودہ جگر کوہ سے توڑا ہی زغل کا
جوبن پہ ہی ہو اچلتی ہی ٹھنڈی | ساقی کوئی ساغر کو گلرنگ کا چھلکا
مکتی ہی بوس کاوش خال لب شیرین | خامہ بھی مرا نیش ہی زنبور عسل کا
اس بہ نی ہو کشتہ دیدار کی حالت | آنکھون مین دم اٹکا ہی پھرون سانسین نکلکا
پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا | خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے چلکا
کس چین کی نیند آتی ہی کیا چین ہی حاصل | یوہون جو سحر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت مین مرے در پی جاں ہی
پہلو مین قلق ل نہین دشمن ہی دغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اٹھے کچھ ای غزلکا | مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستوی و زغل کا
عالم تھا بی خرمن جان برق اجل کا | جب تیغے کا موڑا دیتے ہے وہ چھلکا
اس مدحط حام بھی مشوار ہی ساقی | قاصی سے لیا دحتر رز کا بھی مچلکا

غیر دیکھو ساتھ لاکے کیا خوب ہمکو شاد — کیوں جی یہی علاج دلِ ناصبور تھا

پوچھو نہ آفرینش احمد کا تم سبب — منظور اپنی ذات کا اسکو ظہور تھا

تب پھر دکھا کے راہ نہ آئے جو صبح تک — وہ ایسا کونسا تحصن کا رِ ضرور تھا

اٹھتے ہی اسکے عارض پر سے نقاب — کافور شمع بزم کے چہرے کا نور تھا

کچھ آج عاشقی کا نہیں شوق اے فلق
مدت سے اس شراب کا دل کو سرور تھا

ہر دل عزیز میرا تبسم رشک حور تھا — یعقوب کیا وہ دیدۂ یوسف کا نور تھا

من کیا کہوں جو وہ صنم رشک حور تھا — آرام جاں سرور دل آنکھوں کا نور تھا

وہ کیا ہوا جو آپکے چہرے پہ نور تھا — اس حسن چند روزہ پر اتنا غرور تھا

ہمدرد تجھسا کوئی نہ اے رشک حور تھا — جو دل تھا تیرے عہد میں وہ ناصبور تھا

کیا کیا لیے ہیں خدمت عشق میں کام — جبتک جیا بس میں دل ناصبور تھا

پیدا کیا تھا جسنے تجھے جو یار سے — مشہور اس دیار میں کیا دور دور تھا

بیداد نے تری اسے سب کچھ سکھا دیا — آگے ستمگری کا فلک کو شعور تھا

ارادہ ہوں کا بسمل دوسرے سی قتل کے
مرا جکھیگے ہم بھی یکدن میب نخدا انکا

مری تی میں ہی حاصل بت اکسیر پیدا ہی
کہ میں کشتہ ہون اس پارہ کے اماں نہ انکا

ہوا ہے کیا کہ ایسا ہاتھ رنگ کے گریان تک
ہوا ہنر کی خاطر حال ان جیب دامانکا

کیا ہو قتل ہکو یا کے بت حیا نے
رہنے چاہیے ترت میں میری شانے جانکا

سامان حسن کو اہم لہو میں غرقہ ہکو
کہاں رہیگا مرے تے مژگان کا

وہ ہے جنگجو محصے آنکھین لڑانیکا
کہیگی بنج ابرو کی چلیگا تیر ترکانکا

کل داغ جنون کر تیغ نے برہنگتہ ہین
مرا چاک گریبان بھی ہے دروازہ گلستانکا

سے بہکا سیکو راہ طلب مین خضر اکثر
سا ماند چشم غزل ہر فرد سیا مانکا

حمایت گرد سر اکا قلق ہمکو کیا خلعت
جوں نے کہ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا

کر کرتا وہ للہ لہ حاجت جانکا
سکندر ایک دن خضان ہوتا آب حیوانکا

قلم کرتا ہون کیے مصرعہ ترجمہ ہلا مانکا
دکھاتا ہون مین ہر اپنے کلک گوہر افشانکا

جو ہنکا سینہ پر نور دیکھا قومیتن سمجھا
ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریانکا

درمان و دکا ہو کون بجز تیرے دستگیر
ایسے ایا ہو تو کو وہ لینگا پناہ آپ

مجھ رو کی ہے یہ اوقات زیر سپہر
رکھیگا ایسے لطف و کرم پر نگاہ آپ

الفت کیا یہی ہے جہان مین
عاشق کو قتل کرتے ہین کہین بیگناہ آپ

دل دیکے بر فگر ہین ہم غوطہ زن عبث
دریائے عشق کی نہین ہا بیگ تھاہ آپ

ردیف ہ

رم سفر تو کیا عدم کا ہی اے قلق
ہے فوقانی
بھر لیجئے سامان بھی چلنے کو راہ آپ

دشمن جان ہین سب شوخ پر یزاد ہمت
تنہ نو ن گہ ہین جلا دہمت

کہیر شیرین سیا سمین تو نظر آتے کوئی
اب بھی سر دینے کو میدان مین فرہاد ہمت

سکا ہی نے یہ قتل اثر دکھلایا
ذبح کرتے ہی مرا حلاد ہمت

ا جو دیا تو حسین مکو مجھ کر دیا
عشقبازی کی ہمی ہوتی ہے ایجاد ہمت

بھی کیدہ تباب کچھ ای دہان نہین
بھوٹے رو ہ مرے کا یہ کیسے کہا یا ہمت

شجر ظلم نہین یہ لتے پھلتے دیکھا
حد مجھ پر کرا ہی ہا د ہمت

آہ مین تہذیب ہی معروف ہ تہ ہ کم
آہ مین ہی ہ یہ ہ ا د ہمت

اگر محبت تھی ہو دشوار محبت
پیدا ہین ہر اک عہد سے آثار محبت

ہین عشق بخاری مین حقیقت پہ نظر ہی
ہے ایسے ہین کرتی پہ نثار محبت

ہم رو دجگر کو ہوا جان سے پیارا
ہے ہم دو اگر تے ہین یہ سار محبت

ہو دیدہ پر خون جان ارسے

رکھکے عارض کو اگر نرم سے مٹھے وہ پری — عکس نہیں جوہر آئینہ ادا ہو جائے
شمع روشن ہو تجلی رخ انور سے — رم میں آپکے پروانہ بھی جگنو ہو جائے

یہ رونے بہ فراق مردم آبی رہ ہیں
موتی چشم صدف بحر میں آنسو ہو جائے

اجو ہو لف تو گہ اور ہی خوشبو ہو جائے — گل رخسار تمہارا گل شبو ہو جائے
کھولدے گیسوے شرگ وہ عبیر گل — تو کرن پھول رنگ گل شبو ہو جائے
بہر پیمائش رخ گردہ مگائے غازہ — عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے
ہو محو جو مشا بچھوے غیر تو کیا — کاں کا یتا بی شر بکے جا کو ہو جائے
بوسہ یکیں ہے تو بال بنائے اوجان — انگلی انگلی تری شمع تب گیسو ہو جائے
حسن لدر حو مران نگہ مین تو لون — آنکھ کاٹ دھیلا ہر ک سگ تراز و ہو جائے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اس بت کو — یا خدا مثل قلم غیر سے رو ہو جائے
یا رساقی جو کروں میں قدح نوشی مین — جوش رحمت کا حام لب جو ہو جائے
شیخ حیم ہون بھنس جائنین دھوکا کھاکر — دست مین دام گرگندہ آہو ہو جائے

۱۴۷ بحر

ہو گیا ہو تو ہے کسی کا خم ڈیا دہ ہے
بھولا ہے ہو عیت کے دلیں شرنا تیں
آپکو را تو لو دہ تجھ بھی سے کے یا دہ ہے
آرزو دلیں ہی ایک دن تو ملو یا دہ ہے
اس ہماری یاد تجھکو بھول جانا یا دہ ہے
وصل مین کیا ستاوہون جو تی کا کا کا یا دہ ہے
اسے کرا آپس بھر ما تا یا دہ ہے
ایسا پروانہ لیس دن ملنے کا یا دہ ہے
شمع سان تیرے اس محفل جلا یا دہ ہے
بلکہ قلم اسرکی کی تجھے ملاقات کے
کاغذوں کی کھکے حاضر اسلا یا دہ ہے
فقہ ادی مین یہ مطلع عاشقا یا دہ ہے
ان شق لوسے ہی صدقے اٹھا یا دہ ہے
اجل کی کتنے ہی صدقے اٹھا یا دہ ہے
واقطا اٹھا یا دہ ہے
ساضطاب کے ہو پنجھ تراز کی

آنکھوں کی راہ دلمین مرے آتے جاتے ہو
اے جان ہو اس آمد و شد کی خبر کسے

اے دادگان خاک ہو پہنچے کہان گزند
بے رنج مار جادۂ راہ سفر کسے

کہتے ہین وہ رہان دُرِ دندانسے پھیر کر
خرلسکے کیے ماہی آب گہر کسے

آسرہ مین نے مری مٹی عزیز کی
لے آسمان بھر آئیگا اب دربدر کسے

کیا حرص ہی عاشق و معشوق مین ہوا
طوق آہنی ملا ہی کہے طوق زر کسے

کسکو ہی سراب حوس آتا ہی آفتاب
بھاتی ہو غیر مینہ مینا سحر کسے

دریا بی بابی ہوکے بنا صاف قی جھیل
درکار بہر غسل ہی آب گہر کسے

مقتل مین ہم بھی سر کف آئے ہین اے فلق
کرتا ہی قتل دیکھین وہ بیداد گر کسے

یہ دعا دے کے دریا سے ہم رات چلے
خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے

یا خدا آج تو غیرون کی سی کچھ گھات چلے
بے کسے ساتھ مرے وہ ست مدارات چلے

لیگیا عشق تہان پھیر کے واعظ سو دیر
طرف کعبہ جو اے قبلۂ حاجات چلے

یا قناعت کو مبارک رہے آزردہ نہو
تیرے مہمان نہیں ہم مدخرابات چلے

۱۴۹ غزل

بعد مرنے کے بھی ہو کوچۂ جانانا کی تلاش
دستِ میرے ہوسِ باغِ خزاں دور رہے

دل کے داغوں سے نہ کسطرح اٹھے دودِ سیاہ
غم عبث ہی جو یہ اغوشِ دھواں دور رہے

دلہی کعبہ وہی بت جو تصور بسا جائے
نہ کمیں دور رہے اور نہ مکاں دور رہے

خط سے خط پوش ہوا جاہ ذقن قہر ہوا
یوسف دلسے الٰہی یہ کنواں دور رہے

سو بھی ہو سکے مرے لانیکی یہ تدبیر ہے دل
چشم گردوں سے نہ ہو نکا دھواں دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو کہ یہ درد دل بھی
آپکی طرح مسیحائے دواں دور رہے

کچھ وہ انصاف پہ تھے شکوۂ دوری جو کیا
منفعل ہوکے کہا واقعی ہاں دور رہے

یہ جوانی یہ دل اور یہ انصاف تو کر
دخترِ رز سے ارے پیرِ مغاں دور رہے

یتیم خوبانیں ترا حسن ہمیشہ کھٹکے
نظرِ بد سے تو ارے آفتِ جاں دور رہے

گلہ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائیں
خرمنِ گل سے الٰہی یہ خزاں دور رہے

رشتۂ جان نہ اسے کہتے نہ پڑتا یہ پیچ
اللہ کیوں نظر لڑی وہ مرے میاں دور رہے

اغم فرقت کے پہونچ جاتے ہیں منزل کے قریب
ارے فلک یار سے دو دن بھی جہاں دور رہے

تمھارے کوچے مین حاکر یاب ملتے ہین — کبھی ہوے نہین ایسے مرے قدم گستاخ
حجاب وصل کو توڑا ہی جی کڑا کر کے — بہت نو نہین ہوے آپ آج ہم گستاخ

ردیف — لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر — دال مہملہ
ہوے یا نے قلق اس سے کوئی دم گستاخ

ہوئی بلند جو ایی شور فشان فریاد — کرے گا صوت اسبند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر ہو نیے نا زبان فریاد — جلائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب ہون آئے جو تا زمان فریاد — خفان کرے بھی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان — کرینگے صوت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہو مجکو نہ موت آتی ہو — خیال لف مین ہو کیا جلائے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا ویگی — ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہو — یہ وہ رویدہ کا نالہ ہی پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہم صفیر مجکو — یہان قفس مین ہی در دزبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے اے مرغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن سہر آشیان فریاد

بحر مختلف

ہوا ہی قتل تیرے کی فغان فریاد
ہلال عید تک نہ لیتے مین ہمارے بعد
ابھی تک مین ہون اک قفس مین صید کمیاب
حذر کر آہ سے میری صدا سے دود صیاد
اداس کیون ہی قفس ہی تری بھی ویران ہی
اڑا ہے اسے استے ہی طوطے کے طوطیا
وہ مرید دم کیا میں نے مالہ جا نکلا
دمین پھر پھیل گیا دل کو تھام کر صیاد
فنا کی بعد فنا صورت حسرت یہ دار
اڑا رہا ہی چمن مین ہمارے پر صیاد
قفس سے نا قفس آنا ہی دل ظالم کا
دو روزہ ہم قفس مین کی کہ گلشن مین
فلانا مر گیا الا ماشاء اللہ ہم جیتا
اگر اس طرح سے ہو جانے کی تم صیاد

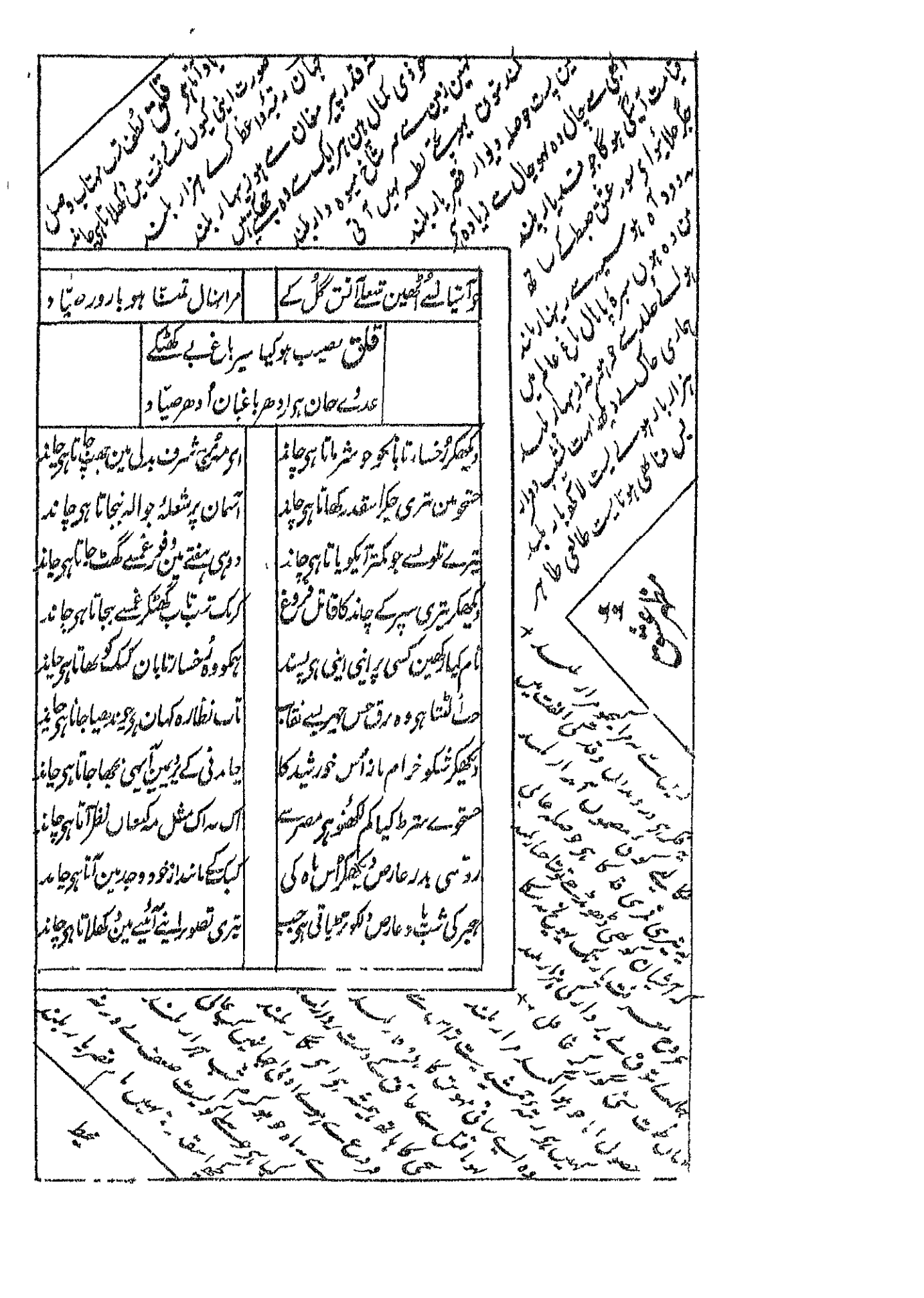

محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
سرِ غرور رہا گر حباب وار بلند

شبِ فراق یہ ڈر تھا نکلے نہ خرمنِ ماہ
ہوے جو نالۂ سوزان کے کچھ شرار بلند

سرِ غرور رہے سرکشون کے پست فلق
حریم مین ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کرکے تو لازم نہین جفا صیاد
قفس چمن سے نہ کرنا مرا جدا صیاد

پھنسے ہین کسی آشنا کے پھندے مین
ہزار شکر کہ ہے صورت آشنا صیاد

رسا ہوت ہین یہ صید اسکے باغ عالم مین
ہوا جو صید ترے دامِ رنگ کا صیاد

دیا ہے دام نے زلفونکے مژدہ دلکو مرے
فریب دادۂ خال عذار کا صیاد

نہین ہے رنج اسیری کچھ اسکا لیکن
یہ خوف ہے کہ ہے کم سن بہت مرا صیاد

نہ دیکھے کرتا مین قطع امید آزادی
اسیر کرکے اگر پر نہ کاٹتا صیاد

دکھایا بہر چمن نے جو اسکو آئینہ
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد

ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد

کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اجاڑ
خدا سے ڈر یہین گھر بار کیا ترا صیاد

ردیف	درد دل کو قلق آرام ہوا دیکھتے ہی نامہ لایا ہمین قاصد کوئی لایا تو ید	ردائے مہملہ
الٰہی خدا ہی اُس بُت ظالم کو ہے پر	چھائی ہوئی ہے بے ازی دے آہ پر	
جانیگی جان سُرمہ تسلیم سیاہ پر	رکھتی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر	
ہے راہرو کو مژدہ جادہ کی حشمت	میری نظر ہے اُس کے کرم کی نگاہ پر	
کچھ اسکا اعتبار نہین ہے وفا ہے یہ	نازان نہو حسین زن دُنیا کی چاہ پر	
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے	یوسف کبھی جیتے نہ کسی کی نگاہ پر	
پھر پیروی پر اُس کی قدم مارنے لگے	طاؤس کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر	
حیران نقد ہوش ہین وقت عرصال	حُرمانہ اُٹھتا ہوتا ہے یان داد خواہ پر	
کب دھو رہا ہے جیب رنگین کی حیہ آڑ	سورج تھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر	
صید افگنی مین ایک ہے تو دو رستم	صدقے ہے مرغ دل ترے تیر نگاہ پر	
دیکھا جو پھیر کے مارنے آنکھین جھپک گئین	بجلی کا تک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر	
اس تیر کو حلا کبھی کرتے ترا سہن	عاشق ازہے وردرسیدہ کی آہ پر	

جنوں برسائے پتھر آسمان نے مرغزانِ جاں پر
خطائے پیر بیعت لیگئی بیداد و طغیان پر

لگایا عطر جب ہنسنے لب رنگین جاناں پر
لگو گویا تپل پھر گئی آتش لعلِ بدخشاں پر

نہیں یہ مجمرہ موقوف کچھ موسیٰ عمران پر
پیالے ہیں یدِ بیضا کفِ پُر نور مستان پر

کبھی چلتی نہیں دیکھی ہماری آہ گلشن میں
وہ بلبل ہوں کہ وارفتہ ہوئی ہیں گلہائے خندان پر

بیاضِ کوئے جانان بلبلِ سرگرداں دیکھے
صفت ان بوستانی لکھے اوراقِ گلستان پر

کیا قتل اُسنے مجکو میں نے کی قاتل کی آرائش
بہایا خون کا رکھا ہے شمشیر عریان پر

پسِ دیوار رٹیو گے کہانی شوق کہتا ہی
کہ آمے چڑھ کے بامِ قصرِ جاناں پر

نصیب سوختہ جگیا و حسرتین کسکے روے روشن کا
کہ عالم وادیِ ایمن کا ہے صحرا بیابان پر

ہمیشہ سبز رہتا ہی گلستان جود و بخشش کا
کبھی مادِ خزاں چلتے نہ دیکھی باغِ احساں پر

ہو اجلے سے باہر کسقدر شوقِ شہادت ہی
پڑی جسدم نظر قاتل تری شمشیرِ عریاں پر

یہ کس مہرِ سپہر حسن نے رکھے قدم اپنے
گمانِ مہر ہی ہر ذرہ خاکِ شہیداں پر

تمھارا مسکرانا جانتا ہوں جان کھوئیگا
کریگی ایک دن برقِ تبسم خرمنِ جاں پر

جہاں بس آجکل سلطانِ اقلیمِ شہادت ہی
ہر اپنے نام کا سکہ رہے گنجِ شہیداں پر

۱۷۱

قسمت ہو آگے وصل میسر ہو یا نہو
آئے تو منہ سے وہ ہمارے پلنگ پر

ایندہ ہین صبح ہجر کی کہنے بھی ہم نہ پائے
وہ شام ہی سے آج سدھارے پلنگ پر

باہر ہوا ہین جامے سے اپنے شب وصال
کیا کیا جو اُسنے ایسے اُتارے پلنگ پر

اُس ماہ رو کی دید کا اللہ رے اشتیاق
گردن سے ٹوٹے پڑتے ہین تارے پلنگ پر

شبکو خجل تھی اُسکی سفیدی سے چاندنی
چادر کسی تھی ایسی تمھارے پلنگ پر

فرقت کی رات اور ترے دریا بہا دیے
تکیے بنے نہنگ ہمارے پلنگ پر

پٹی کے نیچے بیٹھا رہا رات بھر قلق
رکھا قدم نہ خوف کے مارے پلنگ پر

دم وصل اُس پری رخ ادا کے آبنی دل پر
تباہی مین جہاز آیا ہمارا کے ساحل پر

مضا بولی پڑی جب آنکھ اُنکی بے بسی پر
وہ شاہین نگاہ ناز جھپٹا طائر دل پر

نگاہ ناز رکتی ہی نہ عامل پر نہ کامل پر
کوئی صیغی کبھی چلتے نہ دیکھی تیغ قاتل پر

خدا شرم اُسکی رکھلے صیدگاہ دہر فانی مین
قدم مارا ہی مرغ دل نے بھی رفتار بسمل پر

ستے وصل اُسکا اور حسن تمنا مین بخت ایسا ہی
ستارونکی ہو افشان لف و شمع محفل پر

اے جنون مجکو مبارک ہو گیا آئی بہار
دیکھ تر اوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر

وصل کی تسطالع خوشخبری لاگئی مجھکو
سو گیا وہ جسے صبح گجر مین دیکھکر

غنچۂ گل خان کو باد صبین بستا غیر سطرح
شاخ گل کی سی لچک تیغ کمر مین دیکھکر

حی مین تھا دیوار یہ اندرون نکہت گلگی دلی
مگمان کیا کیا ہوا قفل اُسکے در مین دیکھکر

تھا حو تو قفل سمجھا عید قربان کا ہلال
چاند اُس غنچہ رسید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمتو کیا ہر بے ہر کو صبر آیا اے قلق
بھیک کا کاسہ کف اہل ہنر مین دیکھکر

ہت گئے جب اُسکے آگے طائرون چھوڑکر
اپڑا باز تکا یار کندے جوڑکر

سخت جانی نے کیا یہ مرتے دم اچھا سلوک
تیغ قاتل بخشا ہے چلی مُنہ موڑکر

کہر دو آئے اب تصور اُس بت میاک سکا
یہ دہ آنکھون نے کیا مژگان کی چلمن چھوڑکر

یہ ابھی ہے قاتل اور اک قطرہ آب تیغ کا
مانگتا ہی خود وہان نخم تن مُنہ پھوڑکر

حسکو اُس صیاد نے تا کانہ کی ہر سر خطا
ناوک مژگان ابرو کی کمانین جوڑکر

ہو گیا غیر وسے آخر بزم خوبان مین بگار
لیگئے تشریف تمتو ایک شوشا چھوڑکر

گو صاف انھین کیا کہ کدورت نہین گئی
میری طرف سے دل مین ہنوز گمان ہنوز

مر کر بھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ
ہوتے ہین حرف شانہ سے عنوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار
بانی جو کچھ ہین جا و مس آشیان ہنوز

دیکھا ہے جسے اس لب شیرین کا واقعہ
ہونٹھون پہ چھیڑتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوند خاک ہوا ہون نہین نالہ کش
اک شور ہے زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس نہ تنہا نہین کبھی
کس غم زدہ کے سوگ مین ہے آسمان ہنوز

اسکی گلی مین قبر شہیدان ناز کے
باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کر چکا ہون مین سو بار لیکن اگر
آمادہ بخشنے ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہ ناز سے قصہ تمام کر
قاتل تڑپ رہے ہین مرے نیمجان ہنوز

باغ جہان مین ہمسایہ نہین خزان سے حزب
پائی جگہ نہین نہ پر آشیان ہنوز

ہون مست شاہ جنون مثل بیخبر
مجنون کی روح پھرتی ہے ارمغان ہنوز

سو بار انقلاب زمانہ ہوا مگر
نامہربان مرا ہوا نامہربان ہنوز

بلبل سے مجھ نے نالون کی جب ہوا رہا تھا
کہتے تھے ہم بھی منہ مین رکھتے ہین یہ زبان ہنوز

کیا اڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس
کہ لباس گل مین ہو ملھن کی بو باس

بوسہ لیتے ہین ہم بادہ کشی کے بدلے
مست کر دیتی ہو ساقی کے دہن کی بو باس

بے دمست ہوے جاتے ہین ہم بادہ پرست
ساقیا خنجر زرین ہو ملھن کی بو باس

صحت گیسو مشکین کا تری ہی یہ اثر
نافہ خاں مین ہو مشک ختن کی بو باس

پھولونکی سیج مین خوشبو یہ کہان تھی تو بہ
بچ گئی اے گل تر تیرے بدن کی بو باس

منھ پہ منھ رکھکے ترے مر گئے یوسف کیطرح
جان دی سونگتے ہی تیرے دہن کی بو باس

اے نسیم نفس سرد کہلا دے ان کو
ہر کلی مین ہی مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشن کوے صنم مین تو کبھی لا صیاد
لبلبا تے ہو دماغونمین چمن کی بو باس

ہمکنار یسے مین اس گل کے جو ہون تا دمی مرگ
آئے آغوش لحد سے بھی ملھن کی بو باس

عرق جسم سے کیا تحفہ چمن بھیجے ہین
رخت گل مین ہو ترے جامہ تن کی بو باس

کم لحد سے نہین گلزار مجھے فرقت مین
گل نسرین مین ہو کافور کفن کی بو باس

کیس گل ترکا تصور ہو کیا بلبل زار
بس گئی لمین عوسان حزین کی بو باس

خلق الفت گیسو کو چھپاتے ہو عبث
کبھی چھپنے کی نہین مشک ختن کی بو باس

سوتی ہی بزم کافر دو بیدار ہے ترے
زاہد حرم مین ہین ہو ہن اُداس

خوش خون بیگناہ سے ہونہین کوئی
ہی مجکو قتل کر کے مراتیغ زن اُداس

شاید ترے نصیب مین وصل صنم نہین
یہ جبہ کب ہوا ہی رخ برہمن اُداس

سوتی ہی سیج پھولونکی برہم ہی ساحیش
کمرا یڑا ہی بے ترے ہی گلبدن اُداس

صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ بزم ہی
سنسان ہی جو کنج قفس تو چمن اُداس

کیا کوئی دل لگا کے کہے شعرا ے مشتاق
ناقدر می سخن سے ہیں اہل سخن اُداس

لیگئے یون مجھے من فی بیداد کے پاس
جیسے لیجائین گنہگار کو جلاد کے پاس

حسرت قتل کا ہمسے نہ تقاضا اُٹھا
خود ہی سر بھیجدیا کاٹکے جلاد کے پاس

دام اُلفت کی سر یکایہ تھا شوق مجھے
گھر کرا لے کو لیا خانہ صیاد کے پاس

وقت اظہار غم و صدمہ دوری قاصد
رحم دل کوئی نہ تھا اُس ستم ایجاد کے پاس

قصد دیوانہ شیم لکے بخوبی کھوئے
مژدہ بار سا نشتر جو ہو فصاد کے پاس

کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اُٹھا نہ قلم
جاکے بیٹھا آئے کئی روز وہ بہزاد کے پاس

جو دیکھے تجکو تو ایسا ہو شرمسار چراغ
پھیے پر نہیں تینگو کے بار بار چراغ

کرا نہے داغ محبت سے دل مزار روشن
خدا کے گھر میں جلاتے ہیں مہ نگار چراغ

حضور زلف صنم سوز داغ دل ہے کیا
جلے نہ سامنے کالے کے زینہار چراغ

وہ دل نہیں ہے کہ روشن کبھی نہو ہے گل
جلائیں گر سر تربت ہزار بار چراغ

سموم آہ نے گل کر دیا ہے بھی ہائے
تہ فراق میں تھا اک جہنگسار چراغ

ہوا ہے داغ تپ عشق زلف میں یوں شاق
ہو جیسے گرد یکی انتو نین نگار چراغ

تمہاری زلف کا سودا ہوا ہے گل ایسا اسے
حریر شعلہ کو کر ڈالے تار تار چراغ

تہین ہو آئینہ جو مدعی اسے بھی میر لطف
دو بدو نقاب میں دیکھے ہے نگار چراغ

بہار بھی مری نظر و نمین ہے خزان شب ہجر
جھڑے جو پھول ہے میں سمجھا ہے اشکبار چراغ

فروغ تمعر خوبین نہ کیونکر اسکا ہو
دیار حسن دل افروز کا ہے یار چراغ

نشان دولت الفت ہے داغ سینہ
ہوا ہے سینہ ہمارا چراغ

شب فراق بھرو نمین جو آہ گرم کوئی
ہوا ہے سینہ ہمارا چراغ

وہ لاجرس ہے پتنگ کہ مثل پروانہ
فنا ہے شیوہ ہمارا چراغ

یکایک اُٹھے تپ غم کی کسطرح ایذا
کبھی ہوے نہین فصلی بخار سے واقف

خیال خط نہین آتا ہو دلمین بھولے سے بھی
خضر ہو نہین میرے دیار سے واقف

ہنوز عارض دلبر ہو گرد خط سے پاک
یہ آئینہ نہین اتنا غبار سے واقف

وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سویگا
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف

چڑھے گا جسپہ جن جاں لیکے اُتریگا
نہین ہو نشہ الفت اُتار سے واقف

وہ مست خوب ہو بلبل چمن مین شور نکر
سمجھ تو مار کی خوے ہزار سے واقف

وہ ناتواں ہون مرے مرنے لاغری ہی ہے
اجل نہین ہو مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

نہ ہے گا کون عاشق ناداری طرف
ہا ازار آج تو ہو یار کی طرف

جن آنکھ سے لیا تھا دل اب وہ رہی آنکھ
حیرت سے تاکتا ہون مُنہ یار کی طرف

دربان کبھی جو روکے وہ نازک مزاج ہین
سُنکھ کر کے سو ہین ہم نہ دیار کی طرف

ہاے ہوے ہو بوسونکا کر لو ابھی حساب
فاضل ہو کچھ ہمارا ہی سرکار کی طرف

مصرعین ایک ہی سفت تھے مہانکی کہو — لکھنؤ شہرہ ہے بیمین ہین گھر گھر معشوق
کچھ نئی ہمپہ نہین کرتا ہے پیدا وہ شوخ — ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق
یون تو محبوب خدا کیش و ستمین لیکن — کوئی مرضی کے موافق ہو ستمگر معشوق
عشق بازی پہ مری طعن نہ کر اے واعظ — میرے اللہ کا ہے میرا پیمبر معشوق
زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر — ابتک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پر معشوق

اگر پیرزادہ کو تسخیر کیا ہے سے
اسے رہتا ہے قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہے اُنکے غم حال تباہ عاشق — یوشش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق
دی ہے اللہ نے جن شوخ نگاہون کو کچھ آنکھ — تاڑ لیتے ہین وہ لاکھون مین نگاہ عاشق
دل معشوق تو کیا تم ابھی واقف ہو — عرش اعظم کو ہلا دیتی ہے آہ عاشق
قدر دان جتنے ہین خسرو شیرین جمال — اُنکا ہے دیکھتے ہین ہر وقت نگاہ عاشق
اُنکو آتا ہے عیادت کو دم نزع تو آئین — کھوئی کیون وقت سفر کرتے ہین آہ عاشق
دور رہین روز تصور کی لگی رہتی ہے — حال معشوق کا ہے پیش نگاہ عاشق

آخر ای حیز تجھے ہونا ہی یا مال زوال
دیکھیں رکھتا ہی بلندا پنی نگون کب تک

الا شہ اُٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
کیا بتاؤں تیرے کو چھین ہی مسکن کب تک

تیرے دے سے عیان ہوتی ہی گن سال
جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک

صحبت بلبل و گل کے ہی عبث تو در پے
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک

آخر اس شعلہ مزاجی کی بھی کچھ حد ہی حضور
رہیگا غیر کے بھڑکانیسے بدظن کب تک

میانسے لیجیے سر تن سے جدا کیجیے مرا
خم ہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک

ہر سخن مین ہی کنایہ تو ہر اک بات مین رمز
سنبرہ آغاز ہی صاحب آکپن کب تک

سبز کر کشت تمنا مری ای ابر وصال
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک

اک نظر دیر مین یا کعبہ مین دکھلادے جمال
رہے گا بت کدے مین شیخ و برہمن کب تک

اسد اللہ بد کے لیے کافی ہین
چلے رد یہ کیطرح ڈھونڈھیگے دشمن کب تک

قطعہ

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہی پسند خاک
ہوتی نہین زمین سے ہرگز بلند خاک

برباد اس ہوا مین ہی رہسی روز چند خاک
روندے کبھی تو آکے تمھارا سمند خاک

۹۶ قطعہ

اخر اے حیز تجھے ہونا ہی یا مال زوال
دیکھیں رکھتا ہی بلندا پنی نگون کب تک

الا شہ اُٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
کیا بتاؤں تیرے کو چھین ہی مسکن کب تک

تیرے دے سے عیان ہوتی ہی گن سال
جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک

صحبت بلبل و گل کے ہی عبث تو در پے
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک

آخر اس شعلہ مزاجی کی بھی کچھ حد ہی حضور
رہیگا غیر کے بھڑکانیسے بدظن کب تک

میانسے لیجیے سر تن سے جدا کیجیے مرا
خم ہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک

ہر سخن مین ہی کنایہ تو ہر اک بات مین رمز
سنبرہ آغاز ہی صاحب آکپن کب تک

سبز کر کشت تمنا مری ای ابر وصال
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک

اک نظر دیر مین یا کعبہ مین دکھلادے جمال
رہے گا بت کدے مین شیخ و برہمن کب تک

اسد اللہ بد کے لیے کافی ہین
چلے رد یہ کیطرح ڈھونڈھیگے دشمن کب تک

قطعہ

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہی پسند خاک
ہوتی نہین زمین سے ہرگز بلند خاک

برباد اس ہوا مین ہی رہسی روز چند خاک
روندے کبھی تو آکے تمھارا سمند خاک

قدرت ایسی ہی ہو تو نے آپکو گر چاہیے
کیجیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صولت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر
ہو سگ در آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال
نسر طائر کے بھی کاٹیں بال و پر یا غوث پاک

جن و انسان کیا میان مجلس وعظ حضور
کون تھا جسکا نہ ہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تقلسوائے فقر و فاقہ آپ نے
عمر بھر دیکھا نہ مال و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی مگر کامل ولی
پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن و انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہیں
جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا مین آپسا حاجت روا پاتا نہین
اٹھ کے اٹھا کر دیکھتا ہون جسقدر یا غوث پاک

بعد ائمہ کے خدا نے اپنے بندونکے لیے
ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

تیکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن و انس
کون تھا ہونا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہین تھا جسنے ہن آپکا
آرزو بر آئی اسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہو وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ
جس کسی کا آپسا ہو راہبر یا غوث پاک

جو شرف اندوز درگاہ معلی ہوتے ہین
ہو نہ غصہ کیونکر اُنکے بخت پر یا غوث پاک

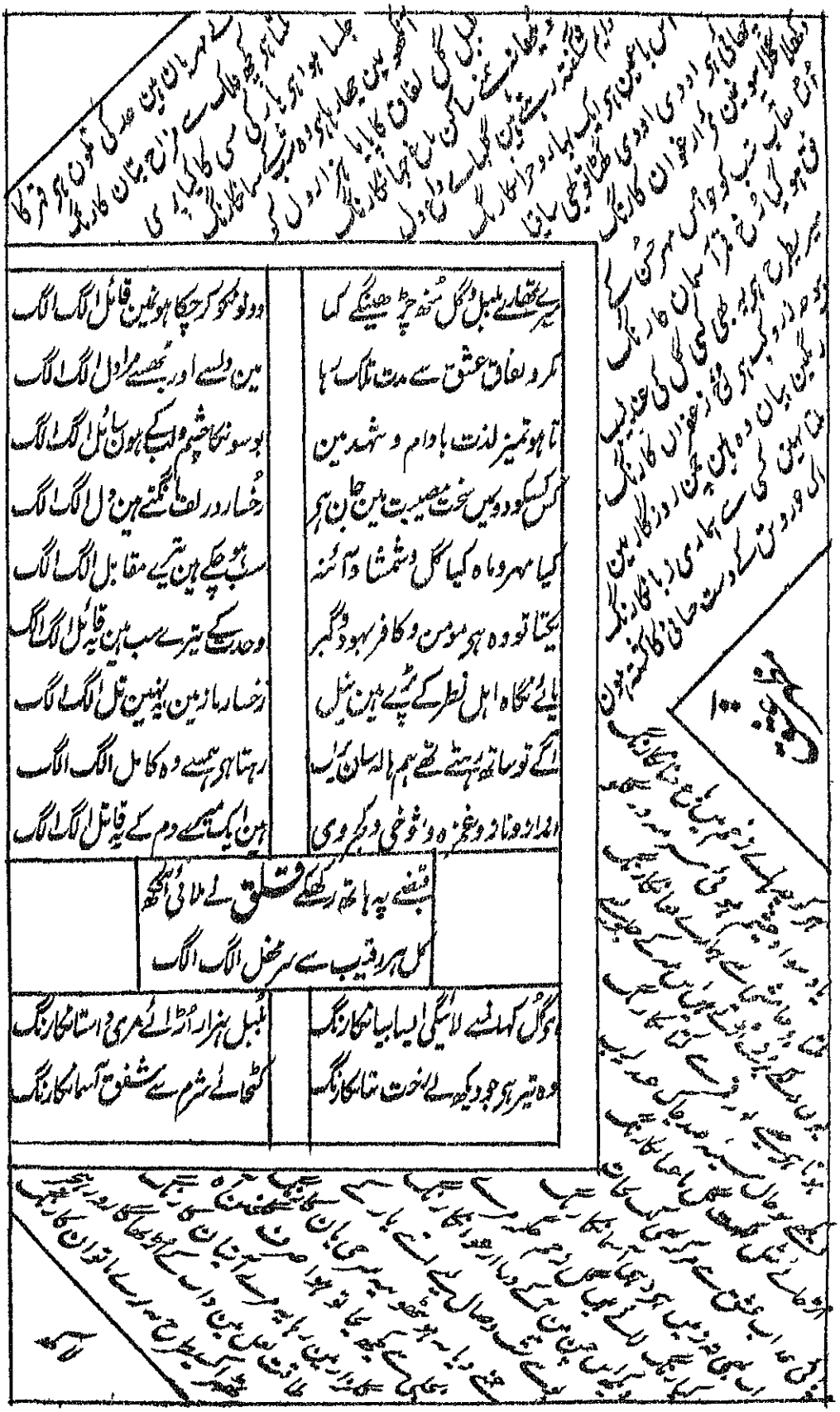

لاکھا لبو نپہ یکھکے مجکو یہ شک ہوا
لاکھی ہی میرے یار کے درج دہا نکا رنگ

ہستی کی ہم عدم مین بہت دھوم سنتے تھے
دیکھا وہان سے آکے عجب کچھ یہا نکا رنگ

نیل آنکھو نکا ڈھلا ہی تمنائے دید مین
سیطور کچھ ہی کل سے ترے نیچا نکا رنگ

صحرا سے عزم کوچۂ قاتل ضرور ہی
اب چند روز دیکھیے چلکر وہا نکا رنگ

وصف سبی دیان عجب انداز سے کیا
محفل مین جم گیا قلق خوش بیانکا رنگ

ہستو ہون دلبرو رہین پس اور لوگ
سونگھیں گل عذار کی لوباس اور لوگ

واعظ ہمین ڈرا نہ دو فور گناہ سے
اُسکے کرم سے ہوتے ہین بے آس اور لوگ

سودائے عشق یان تو ہی سر مین بھرا ہوا
نام جنوں سے کرتے ہین سو اس اور لوگ

آزادگان عشق ہر اک حالمین ہین شاد
ہونگے اسیر رنج غم و یاس اور لوگ

ہین سیر بو بیائے توکل کے فائدست
ہوتے ہین مضطرب دم افلاس اور لوگ

یان ہی فقط ہوس مرے دندانکے دید کی
کھاتے ہین اُسکے دانتو نپہ الماس اور لوگ

ہنوگ ایک اپنا ٹھارا ازل سے ہر
پوچھین برہمنو نسے بتو اس اور لوگ

۱۰۱ انتخاب مصحفی

سبق کی گلابی سے ہی یا گل مین بلبل
اشارے قفس کے سے ہی یا گل مین بلبل

سن گل تو دیتے ہو تسلی عارض نمایان
ایسی ہی صورت سے ہی یا گل مین بلبل

چنچل کی طرح کھل سکے ہوسے داغ من بچول
یاد کرتے ہی اشنہ چڑھا ہی یا گل مین بلبل

ہر شب مین کی ہی شفق صبح دلی بچول
ہر شب مین کی

داغ پر داغ محبت کیے سے اُف بھی نہ کی
ہو گئی شہرۂ آفاق وفاداری دل

میری درمانسے ہی پرہیز جو اُس عیسی کو
موت کے پاس تو ہو چارۂ بیماری دل

پاس گو کچھ نہین جز درہم داغ سودا
سودۂ اُلفت ہی مگر گرمیٔ خریداری دل

سارے دنیا کے بکھیڑون سے چھڑایا مجکو
لاکھ ہمانسے ہون پر ہین ممنون گرفتاری دل

فائدہ ملتا ہی تریاق کا اس سم مین ہین
راحت جان ہی قلق درد گرفتاری دل

اللہ رے حسن صنعت داد قربانے دل
وسعت مین ہر دو عرش سے ہی سوا نے دل

ہو لطف وصل یار جو رونق فزائے دل
عشرت کدہ بنے ابھی ماتم سرائے دل

اور ان حفا شعار حسینون سے آئے دل
اپنے کیے کی آپ سزا کچھ تو پائے دل

بھائی ازل سے انکو دو دلتسرائے دل
کوئی مکان پسند نہین ہی سوائے دل

دکھلائے جذب عشق مین کچھ کام آئے دل
اسوقت مین تو آنکھ نہ تجھسے چرائے دل

شاید ہی کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا
آتی ہی میرے کانون مین بانگ درائے دل

کہتے ہین سیار کرنے پہ تو عشق ہین پہ مگر
انکی گرہ مین اور نہین مجھ سوائے دل

لب کھلے کی بہار گل مدعائے دل
کون کہیگا برابری سا تھ یار کے

جاتی ہی جان عشق تب لطف پائیے
سچ ہین ہی داغ خیلے دکھائے دل

میخانۂ جہان مین نہین کون دردمند
شیشہ کسی کا کوئی توڑے تو ٹوٹے صدائے دل

جب سے طبیب ہوسے دکھا جال یار کا
ہی صرف یا خون سیہ کی ہر دوا دل

حاصل یہ اضطراب ہوا ہو شوق
تابی دید حاضر رہنا سے دل

لا یا ہو ر دہ خضر رہنمائے دل
کی پک گیا ہے کچھ مین فاسور پوٹے دل

صدسے ستان غم کے کسان تک تا ئے دل
پیتے ہین ارتکاب جرم کے ہم آنکھ مین شل عام

عشق کی طرح ہون جگا ہی غذائے دل
فریاد و عندلیب کی سنتا ہی کون گل

کیونکر کرے وہ نشو ونما پائے دل
نکلا قدم نہ کوچۂ وحشت سے ہم

غزل ۱۰۴

دلون کی باد ہو ہی تری رہنمائے دل
واقف نہین سوا ل سے تیرے ادائے دل

آہی بھی ہی طرح سے تیرے لگائے دل
وقت ہی کچھ نزع کے تیرے ستائے دل

مشکل سے وقت ہی یہ تیرے آئے دل
عاشق ہی تیرے ناں پہ ہی سب کچھ لٹائے دل

کہدو کوئی فریب مین سودے کے آئے دل
ہی کوئی مضطرب مین سو ہی کیا جانے دل

ہی عشق جان صبر کا کیا کام دل کی ہی
سودا ہی سر مین عشق کا ہی ہی ہی دل

ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی
ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی

مثل زمین ہو عالمِ بالا کو رلہ | پہونچین جو گوشِ عرش ملک نالہ ہائے دل

استعار میرے کیون نہون یہ درد استعار
موزون کیے ہین جن نے خلق نالہ ہائے دل

نہ کل تک تھے وہ مُنھ لگانے کے قابل | ہوے آج باتین بنانے کے قابل
تری بندگی اور سبہ کار مجھ سا | یہ سر اور ترے آستانے کے قابل
لب زخم دل پر یہ ہی شور قاتل | تری تیغ کا پھل ہی کھانے کے قابل
نکالے تھے تم پیٹ سے یا نون تمنے | ہوے جب کہین آنے جانے کے قابل
دل و الہوس لائق داغ اُلفت | یہ درہم نہ تھے اس خزانے کے قابل
ان آئینہ رویون کی اُلفت نے اے دل | نہ رکھا ہمین مُنھ دکھانے کے قابل
یہان سے ہین کھسکے چلو اس چمن سے | نہین یہ جگہ آشیانے کے قابل
پتنگے ہین گستاخ اے شمع پیکر | نہین تیری محفل مین آنے کے قابل
کوئی اُس کے در سے یہ کہدے مرا نقد دل ہے | جو لینے کے قابل
کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ تر کر | یہ مہندی ہے تیرے لگانے کے قابل

صفائے حسن جاناں حیرت افزائے زمانہ ہے
جوانی کیا جلا کر دیتی ہے آئینہ رو مین

اٹھون تا روز محشر سر خرو کرتے ہین قاتل کے
لحد مین چھپتی مہندی کی کفن مین سرخ پہلو مین

کریگا باندھکر اُلٹا دھرا صیاد جب اُسکو
زرکل تولیگی کس چیز نظرون کی ترازو مین

ہے شہ قاف سے تا قاف ہم جا دیار نکا
وہ انسان ہین جو لاتے ہین یراق و کوتا ہ مین

ہدف ہون کیون نہ اٹھا درد دل تعظیم کی خاطر
جب آیا ناوک قاتل جگہ دی ہم نے پہلو مین

سیاہان مگ ہون ہمسایہ تو مہمان رد کا ہوگا
ہوا مرقد بنایا تربت مجنون کے پہلو مین

وہ ہون آزاد عشق قد لگا کر باغ مین بستر
قفس مین یہ کیے لٹکائے گئے سرو لب جو مین

دل سودا زدہ پہ سیر ہے کچھ اُسکی نہین پڑتی
ز رد داغ جنون تلتا ہے نظرون کی ترازو مین

ہوا مین پیچ کے ہے اثر باد بہاری کا
صدائے خندۂ گل ہے ہنسی جاتی کے گھنگرو مین

مبارک دیر و کعبہ ہون فلق تسبیح و رہن کو
بچھائین گے مصلا جل کے ہم محراب ابرو مین

کیا جب ضبط گریہ قربت ساقی مہر مین
نکل آئے برنگ شیشہ ہی خاک اچھو مین

ہوے ہین انقلاب عشق سے رائے بیگانے
مرے قابو مین دل تھا پہلے اب ہے انکے قابو مین

109

یون تب وصلت سے ہر شب الغیاث نہیں
صبح صحیفہ سے کوئی سحر نہیں

سب تو دریاغ نوا ہیں خاک میں
کس سے کہیں بالست ہمارا کہیں

ہمسایۂ شہ قسمتوں سے پا گیا ہو قدر کر
جس آہ بار مفت کو ہر ہر نہیں

خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا پر سوائے لکھنؤ
کوئی بستی صوت آباد ایسی نظر ملتی نہیں

ہم بھی غیروں سے ہوس لیتے لیکن کیا کریں
چارہ کو بھی حکومت اسقد ملتی نہیں

دم بدم اٹھتے ہیں شعلے ہیں سے ہجر یار میں
اک نفس آسودگی مثل شرر ملتی نہیں

جان عالم ہو مرا سلطان عالم ہو مرا قبلہ
جس کی دولت کیسکو ہتقدر ملتی نہیں

دیکھکر جو نام گالشت چشم مست کا
آنکھ کس کی بھی گھڑی یون چھیب کر ملتی نہیں

شام کو نست ہو اور زلف دراز ہے نہیں
صبح نور روئے قدس سے سحر ملتی نہیں

گو ہر دندان عالی کی کمی کس سے ہے
مجکو کلی کے لیے آب گہر ملتی نہیں

کو مستانہ ہیتم قدس سے ہے تجھ آہو کی آنکھ
پر یہ جیتون یہ لگاوٹ کی نظر ملتی نہیں

نور کر دہ ہے کے چاندنی بھی گرد ہے
نقش پا ہے بھی فلک پر مثل قمر ملتی نہیں

اسکا در عدم ہے ثبات کا ہے نہاں تو کیا
شیر کی روباہ سے بھی اب نظر ملتی نہیں

۱۱۱ غیر

ہوں بھی ایسی طرح بیزار دنیا سے کہ جی
قدر ہے اپنی ہوا کی ہجو کی ہیں دیر ہے اتنا
کسکے کہیں میرد ار ہے کہتے ہیں
الٰہی سے سوال ہے تے ہیں
وہ ایسی بیٹھتوں کا خدا حافظ
ہزاروں تحفہ شاد تمن سے ہیں
کسی سمید کا جسے
وہ انجمن ہم
فلک
فرزانہ
بھی ایسی
بیٹھا ہو
اعزا
فوتی

احیا ہین ہی غیر و نکا مجمع مکان مین — مطعون ہو بجاؤ کہین تم جہان مین
پڑے ہماری آنکھ نکے کہین نصیب تھے — جھالر مژہ کی چاہیے تھی سائبان مین
مانند برق کوندتی ہی ابر زلف مین — اے جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کان مین
اس طفل کی جو دھیا مین تھی تو تلی زبان — ہنگام نزع ہو گئی لکنت زبان مین
لگتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن — کیا شوخ سے پھول جھڑتے ہین اک ایک تان مین
قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ — پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین
میوہ اردنگے ہوم سے ہی تنگ مفروش — تیتو تو کبھی جگہ نہین ملتی دکان مین
لکھا جب ایئی آلہ ہائی کا ماجرا — چھالے پڑے ہزار قلم کی زبان مین
مر مر گیا مین اور پر خم کو دیکھ کر — کیا تیر کا ہی تو ترے تھا ہی کمان مین
ایفاے وعدہ کر کے ہمین تو جلا لیا — اے جان تم جو آئے تو جان آئی جان مین
تو دمی آج کل ہی یہ مد نظر نہین — دیکھو کہ آئینہ ہی حرا خاصہ نین
جلتے ہین میرے شعلہ آواز سے قیب — مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین
اے جان جان یہ شہپر پرواز حسن ہی — جھالا نہین ہی تیو نکا تیرے کان مین

غزل

تجھ سے کھیلون کی جو ہو مشتاق بیٹھ کوئی
آئے ہین نالش کو سب میرے قصر باغ مین

نہان بھی ہو وہ رخ روشن نقاب مین	رہتا ہے مگر پڑا ہو تن آفتاب مین
ہو جوش بحر اشک کا چشم پر آب مین	دریا مین ہو حباب کہ دریا حباب مین
کب ہے شباب بحر جہان خراب کو	جاتا ہوا بھری ہو دماغ حباب مین
معشوق شرمگین پہ کیون نکلے اپنی جان	بیبا کیون سے لطف ہے ہو حجاب مین
ہر عشق سے بچا نہین کونین مین کوئی	انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین
ملے اذن کوئی گھر مین ہمارے نہ آنے پائے	دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین
دریا پہ بہر غسل گیا جب وہ آفتاب	آنسو بھر آئے دیکھ کے چشم حباب مین
اُسکے رخ صبح سے دعوی ہمسری	مُنھ دیکھے صبح آئنہ آفتاب مین
تب قائل کرامت پیر مغان ہو شیخ	قاضی کو حال آئے جو بزم شراب مین
جام جہان نما سے نہین کم یہ فیلسوف	دُنیا کی سیر کرتا ہو انسان خواب مین
مجروح ہو کے مست محبت سوا ہوا	تلوار کیا بجھائی تھی قاتل شراب مین

محتسب کے ہاتھ سے ننگ سفید رہنا اور مشتاق

ہے تو فگن ہر آئنے مین یون رُخ حبیب — پڑتا ہے عکس ماہ کا جس طرح آب مین

بیری نے ہمسے سکا عوض لے لیا فلق
جو جو مزے اُٹھائے تھے عہد شباب مین

بول ہے مُول یا درخ بے نقاب مین — کھلتا ہے لعل خون جگر آفتاب مین
کیونکر نہ غصہ تیز ہو اُنکا شباب مین — ہوتی ہے دُھوپ تلخی گلاب مین
بول ہے امید وصل سے کس پیچ و تاب مین — ٹوٹے ہر اسیر ہو گئے دام سراب مین
بحر ہے پیچ ستان بجائے دہنہ ہر دہ وش — جلتا ہے جلترنگ کا قصر حباب مین
لاکھون بناؤ ایک بگڑنے مین اُنکے ہین — ملتا ہے کیا ہی لطف ضم کے عتاب مین
کیا شوق دید نشتر مژگان بیان کرون — ہے سنبلہ ہر مگ مان اضطراب مین
کب دن جلونکی عشق مین ہوتی ہے جیم تر — گریان ہے عنقلک کے ہے خامی کباب مین
ورنا نہین کسی سے ہُوا تقی کا مست — مستی ہے فیل مست کی کیا اس شراب مین
خوش صبح سے ہو کشتہ رنگ صبح کیا — پروانہ شاد ہو نہ شب ماہتاب مین
ہم رند مشرب کو نہین خوف باز پرس — یکسان ہے اپنا حال خطا و صواب مین

مظہر

سیر کرتا ہے پھرا ہی جو بازاروں مین
مشورے ہوتے ہین یوسف کے خریداروں مین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرت یوسف ہووے
کس قدر بکھرے ہوئے پھرتے ہین بازاروں مین

دو قدم چلکے جو تو چال دکھادے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہسارون مین

خون عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمار آپکی آنکھون کا ہی بیماروں مین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن بتخانہ
ایک ہی در کے یہ دونون ہین پرستاروں مین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اٹھتا ہی
جنس دل بھیجکے اسکو ائی ہی بازاروں مین

فصل گل آئی خزان بھی ہوے گلزار مگر
طائرول ہی ہنوز اُنکے گرفتاروں مین

سیر کو اسکے نکلا حورہ مشک یوسف
بند رستے ہوے ٹھٹ لگ گئے بازاروں مین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
بے گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگاروں مین

کہین ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے نہ ارباب کمال
جن و نمن قدر شناسی تھی خریداروں مین

تیغ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہوکر
عید قربان ہی محبت کے گنہگاروں مین

کسی من سے نہ بجھا انہوی صحبت گل
اسی ضعیفی تن زار انیا ہی اُن خاروں مین

قلق اثبات دہن منکے نہ کھولے کبھی
ہی بڑی بات اگر بات رہی یاروں مین

آیہ کا اُنکے کوئی مقرر نہین ہی دن
نکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین

چھینا گلی مین اپنے حسینون نے لقد دل
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین

کرتی ہی قتل مانگی دا اسکی خلق کو
بیٹھا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین

لڑتے ہی اُس سے آنکھ فرنتھے حساب وار
بھر قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین

دل آ گیا ہی فن پہ تری یک بیک مرا
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین

خوش چشم تو وہ ہی کہ غزالان ہند و چین
آگے ترے سماتے نہین ہین نگاہ مین

ہی شور آمد آمد قاتل جو ہر سے
ہنگامہ جان نثار و مچا ہی قتل گاہ مین

کیا تم کو حفظ زیست ہی اتنا تو پوچھتا
ہوتی اگر خضر سے ملاقات راہ مین

اوسرو قد گیا ہون پر سیر باغ حسن
لیٹا ہون ہر شجر سے تلے شتباہ مین

خورشید و ماہ کی بھی جھپکتی ہی اکثر آنکھ
درونی وہ چمک ہی تری گرد راہ مین

آتا ہی اوشکار فگن گر تجھے تو آ
امیدوار صید ہین نخچیر گاہ مین

سیندور اسکی مانگ مین دیتا ہی یون بہار
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین

غفلت یہ ہی کسیکو نہین قبر کا خیال
کوئی ہی فکر نا ین کوئی فکر جاہ مین

دل اُستاد فتاق کو بھی کبھی شاد رکھ
اسی مہ حسن فقیروں کی دعا لیتے ہیں

دیدۂ تر رونے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین
رفتہ رفتہ صورت ناسور آنکھین ہوگئین

قوت سے طاقت گئی بے زور آنکھین ہوگئین
دست و بازو بیکار ہین معذور آنکھین ہوگئین

فرقت ساقی مین مژگان راست ناک ہین
آنسو بے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین

کن نسیلی انکھ لیوے لگ گئی کاتن مین آنکھ
نرگس شہلا کی کیون ممنون آنکھین ہوگئین

یوں کی کشتی قدر خم گشتہ میرا بن گیا
آنسو بے طوفان اُٹھا ناسور آنکھین ہوگئین

مارسان فرقت مین لال ہمرے تار نگاہ
دیکھ مطرب کاسۂ طنبور آنکھین ہوگئین

دیکھکر مین گیڑ اغش کھاکے موسی کیطرح
میری خاطر اسکی بق طور آنکھین ہوگئین

ٹوٹ لیتے ہین متاع دل ہر اک انسانکا
اسلیے ہرن تمی مشہور آنکھین ہوگئین

خاصہ اے چشم مین یہ سیر رہے لگے
ہم فقیرونکی تو دنیا مقدور آنکھین ہوگئین

دیکھکر آنکھین ترمی پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس مین سری بھی بجوبہ آنکھین ہوگئین

صورت مژگان پھریری ہتی ہین کمین دست ناز
حسن کی دولت سے کیا مغرور آنکھین ہوگئین

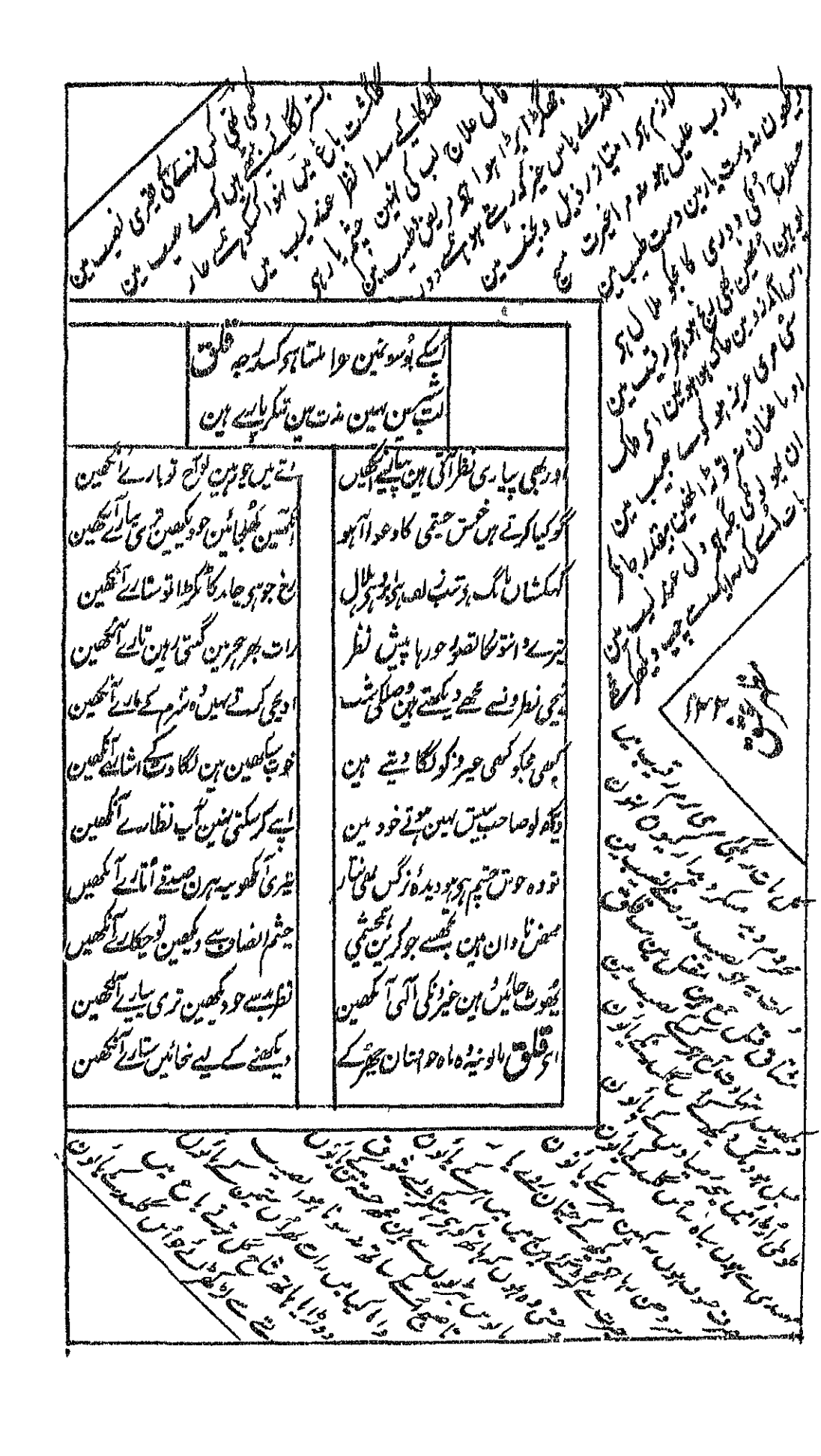

کس طرح تڑپوں تیغ دم قتل اے شوخ
ادب امن جلا دکروں یا نہ کروں

اس بتی کی محبت میں ہوں کہ خدا کا حال
ذکر قہری کا تمنا دکروں یا نہ کروں

حسد مہ بے پروائی سے نفس مین صیاد
لطف پرواز مین یاد کروں یا نہ کروں

قصر ہستی کو کہین سونہ روں بھو یک دیوے
طاق آذل نا شاد کروں یا مذکروں

پھر کبھی ہے قفس بجلے سے بھی آنہ پھرا
سکوہ عجلت صیاد کروں یا نہ کروں

کیون ہا ہیتے سے سر کوہ رقابت کاٹا
رخ بے مقیلیے فرہاد کروں یا نہ کروں

بڑیان ہماری یہ ساہی بہا راتی ہی
پہلے سے حاظر ہاد کروں یا نہ کروں

ہر گڑی ہے صاحبین رہاں گیری کی
بات بھی اوستم ایجاد کروں یا نہ کروں

محو یاد رہکین ہون محوس استلوے کی
صرف جس دل ما شاد کروں یا نہ کروں

دل دیوانہ اگست پہ جفا ذکا ہی خوف
کوئی تسخیر پریزاد کروں یا نہ کروں

تہ جہر بھی فلق مرحمت نظارہ سہ دی
غم بے رحمی جلاد کروں یا نہ کروں

زبان دانان عالم کا کیا ہی امتحان برسون
زبان غیر کیا آتی نہیں ایسی زبان برسون

وہ دیوانہ ہوں وحشی جانور تک سنتے آتے ہین
مری وحشت کی جنکو لے کہی ہو داستان رسوں

رہین میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہی
ہے ہین جستجو مین جسکی عام غیب دان رسوں

مرا قبضہ ہوا ہے پیرہن پر اب کئی دن سے
رہا ہی عہد وحشت مین نہ ولی یہ مکان رسوں

رہی ہی زعفران کی خوشی ترجمان رسوں
رہان حال سے ظاہر کی الفت سیر عالم پر

سبک رحمی کا کھا خامہ بروش ایک مدت تک
ہے یہ اپنے بال پر ہی مثل آشیان رسوں

مزے ہستی مین کیا کیا دختر رز سے اٹھائے ہین
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان رسوں

گلو نکو مستی سے سب کہتے نہین لیکن
اڑایا ہی عنادل نے مرا طرز زبان رسوں

مٹے پر بھی رہی ہی حسرت یہ اپنے یوسف کی
غبار اپنا رہا ہی سد راہ کاروان رسوں

عزیزاں قلق ہو گا غم عشق تان دلکو
کریگا پاس اس مہماں کا یہ میزبان رسوں

مشاق دید ہین سب تہرہ ہی مرد و زن مین
خلوت کدے مین لاؤ تشریف انجمن مین

عطر بہار ملکر جو آئے وہ چمن مین
تو بوئے گل سمائی کیا اپنے پیرہن مین

گل شمع کا جو مہکے گلزار انجمن مین
بلبل الجھی جسم لے پروانے کے بدن مین

بس مرد نہ چاہت ہی لگونہ چلتے ہین — نہین تو موت مرا آٹھنے دیتے لیٹے جاتے ہین

آہی جان میری یہ گئی ہو کس کشاکش مین — ادھر تو آرماتی ہو ادھر وہ آزماتے ہین

انھین کو عاشق اپنے مصحف رخ کا سمجھتے ہین — حد اتنین مکے پر جاکے جو قرآن اٹھاتے ہین

جو توڑے محتسب نے آکے ظرف مے تو یہ سمجھے — اشارہ ہو یوں ہی ہم توڑنے تو بھی آتے ہین

یہ ڈر ہی بیٹھنے کی ہو نہ جائے ہر کہیں عادت — ہم اسکو اسلیے پہلو مین اپنے کم بٹھلاتے ہین

تمنا صبح صحبت کی شب فرقت جلاتی ہو — یہ سنتے ہین یکہ بعد رنج راحت بھی اٹھاتے ہین

لحد مین کیا اتارا ہو کہ سر کا بوجھ اتارا ہو — اندھیری گور مین تنہا مجھے سب چھوڑے جاتے ہین

جتاتا ہون جو مین عشق وہ ہنسکے کہتے ہین — ہمارے چاہنے والو نکالیہ بھی منھ چڑھاتے ہین

ارادہ ہو کسی عامل سے جاکر پوچھیے اک دن — پریزاد آدمی کے کسطرح قابو مین آتے ہین

زیادہ جانسے درد محبت ہو حزیان کو — اطبا کیا تیرے بیمار عیسی سے جیاتے ہین

چلے ہین جانپر ہم کھیلکر شوق شہادت مین — نصیبو سے جو ملتا ہو تو قاتل ڈھونڈھے لاتے ہین

کہان وہ شکر ہٹ اور کہان انکی جیک تو بہ — وہان یہ رنگین لب کا غنچے منھ چڑھاتے ہین

خدا اس لیے سمجھے حسنے جان آفت مین ڈالی ہی — نہ دم لیتا ہی ظالم نہ بت ہی دم مین آتے ہین

کرتا دہان یار کی بیگانہ وصف
محو ہو کہ غنچے کے منہ میں زبان نہیں

کیا اعتبار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہیں

اس غیرت مسیح کی گھی کیو واسطے
طیار ہو فلک پہ سرِ کہکشان نہیں

جھوٹے ہمارے غم کے ہیں دعوت کرو نہ کیا
قابل سگ صبیح کے یہ استخوان نہیں

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہو مدام
جو گوجہ گرد گیسوئے عنبر فشان نہیں

لوں دیکھے لقدِ ہوش تک آئے جو میرے ہاتھ
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہیں

نظر و نین غیر کے جو بیاں ہوں تو کیا عجب
صدہا کریں بیاں پہ تو یہ بھی گران نہیں

جلوہ کیو تیرے کیلیے ہو مجھسے روٹھنی
اے ماہ رو یہ ہو دلِ عاشق کتان نہیں

کیفیت آبِ میکدہ مین دیکھ جائے وہ
جو قائل کرامتِ پیرِ مغان نہیں

محو نظارہ دل ہو وہ بت ہو حجاب مین
حیران ہو آئینہ جو حیران عیان نہیں

دلسے بھلا دیا ہو گلون ہی نے کیا مجھے
اب تک کو بھی یاد مرا آشیان نہیں

دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
اپنا حافظہ استخوان نہیں

کس لالہ رو کے دل مین نہین گھر مرا قلق
وہ کونسا چمن ہو جہان آشیان نہیں

۱۲۹

سینے تو تھام لیجیے دل آئیگی بر طاب
فقرے عدو کے ہوش مری اڑا کے ہین

یہ اہل فقر ہی ہین کرتے تری ثنا
تا قوس کی زبان یہ بھی کلمے اڈا کے ہین

مشہور جسکا صاعقہ و برق نام ہو
وہ ایک شرر مرے سوز نہا کے ہین

ارباب فہم جو کہ ہین سا کل کمین کے ہون
وہ سب مقلد آج ہماری زبا کے ہین

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اُنکی آبرو
جو معترف کرامت پیر بغا کے ہین

یوحیو نہ کچھ خرابہ نشیو نکا حال زار
ہم خاک مین ملائے ہوے کسمانکے ہین

ملک سخن کو تیغ زبا نسے کیا ہو سر
سکے بٹے ہوے مرے حسن بیا نکے ہین

بعد فنا ہین رنج غم ہجر یار ہی
زیر زمین بھی عرد ہی آسمانکے ہین

ردیف واؤ

اہل زبان کو ناز ہو میری زبان پہ
سب قائل اسکی فتح ہین مرے حسن بیا نکے ہین
کہے مضمون

قی
ہو
ہے

بہار عیش ہوتی ہے خزان پیر تی ہے آنیکو
حوالی روٹھی جاتی ہے کہین کس سے منا سیکو

مری جان مانی کچھ سہو ہوا ہے تو بسمل ہون
دگہ ملیے کے ڈھونڈھتا ہون آپ تیا سیکو

ترے تیغ نگاہ ار سے تا کا رقیبون کو
اٹھو کل جائو ناؤن اندار اس ستا سیکو

چشم حیران دہر کی آفت ہین سو حیران
صحرائے حسن کے بھی ہرن دیکھتے چلو

کیا کر رہی ہو پیشۂ مشاطگی بہار
آرائش عروس چمن دیکھتے چلو

کرتی ہو آہ شوق مین کس کی کمین گھات
فتراک یار کے بھی حلین دیکھتے چلو

آئے ہو صید گاہ جہان مین تو اے رفیق
طرز شکار تیر فگن دیکھتے چلو

غمزدہ ہجر سے اے کشتۂ بیداد ہنو
کون حسرت زدہ ایسا ہے کہ جو شاد ہنو

جان دینے مین تو اے ہمنفسو باک نہین
پاس اتنا ہے کہ رسوائے صیاد ہنو

حسرت آزاد یہی ہے کوئی اسکے دلسے
جس گرفتار قفس کی کوئی بیداد ہنو

ہم اسیران قفس ہین یہ اگر رمز سنج
اسقدر رونق کاشانۂ صیاد ہنو

شوق کا تو یہ تقاضا ہے کہ کٹواؤ گلا
قول ہمت ہے کہ منت کش جلاد ہنو

شکر کی جا ہے سزاوار رضا تو سمجھا
مرغ دل شاکی سیر حمی صیاد ہنو

آنکھین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید
دل وہ کس کام کا ہے کشتۂ بیداد ہنو

دشت وحشت مین ہو جو تشنہ جنون سودا
کھولدین فصد مری خار جو فصاد ہنو

دیکھ او گردون ستا اسقدر اچھا نہین
ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو

ایسی کیا خوبی ہے سیمین کیا شرر ہونگے ہون
کیون یہی دیتے ہین تشبیہ آو مرزا کو

سیر کر باغ جہان کی نہ کیا جنے نہ دیکھا
حشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو

گل کو بخشا رنگ رقت نے ترے رخسار کے
راستی تعلیم کی قدرت نے ترے شمشاد کو

لباس نالہ مرد یکھو نوخ سنگدل
کوئی سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

حسن بیحجاب ہے فرد ہے تجلی کا مشتاق
لشکر انوار ہے آیا مبارکباد کو

اتکی آنکھین ڈھونڈھتی ہین بیقراری یار کو
قدر داں کیواسطے گردش ہے چشم یار کو

کیون حلایا کرے ہین گل پیرہن اس یار کو
آتش گل سے صبر ہوتا نہین ہے خار کو

تشنگی اوقات عالم تجھ سے آئے ہین
آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو

اے جنون یار ثمرہ لے مرے جانی لہیر
عمر بھر اس آبلے مین ہم نے دیکھا خار کو

اوسکی کستاخ تیرین ہے تیرا آب تیغ
حاجت حیہ نہین ہے زخم دامندار کو

دیکھکر بیہوش ہوجاتا ہون موج کسطرح
صاعقہ کہیے مبارک ہے پر تو رخسار کو

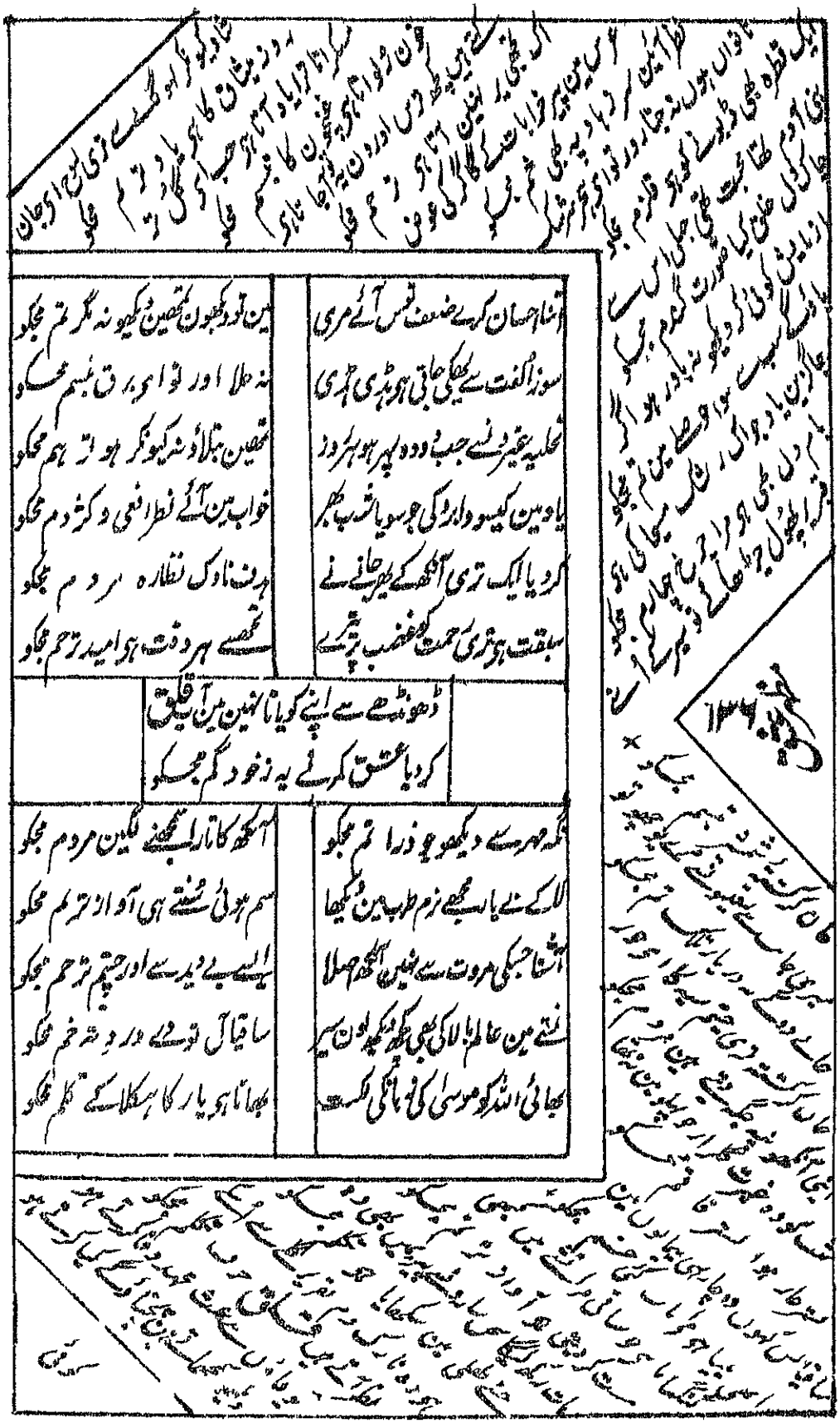

ستادس ہوں کہ اس قاتل عالم نے خود آج
کہکے او عاشق ناشاد یکبار اجکو

جان دی عشق میں اس حور کے ہیں نے جو فلق
قبر میں آکے فرشتوں نے اُتارا مجکو

کہتے ہیں طالب دیدار ایک نظر دیکھیں تو
تو بھی نظروں ہی سے دیکھیں وہ اودھر دیکھیں تو

دل ہو جو رنگ ہمارا کہ جگر دیکھیں تو
کوئی موہر ترا اے تیغ نظر دیکھیں تو

حاضر کھیلے ہوئے بیٹھے ہیں ہم بھی تس بھر
آج کہتک نہیں بجتا ہو مگر دیکھیں تو

ہمتو اس سن میں بھی ہیں انکے حواذ ہیں مگر
شہر میں کوئی ترا حدار نشر دیکھیں تو

بے دماں ذکر اس مت کے سوا ہی کوئی اور
چشم انصاف سے اسباب نظر دیکھیں تو

بندوں ہم سے کسی طرح درانداز دو نسے
دلمیں اس خانہ برانداز کے گھر دیکھیں تو

عید بقر کی ہو اگوئی ہمیں سیاں ورنہ
آپ برباد می ارباب ہنر دیکھیں تو

بوسہ سیب زنخدان نہ سہی موڑیں آپ
کیسے لذت کے یہ ہوتے ہیں ثمر دیکھیں تو

کچھ کمی ہوزے میں اپکے تو بتا دیں دل
کیا اُن آنکھوں کو ہی مست نظر دیکھیں تو

وہ بریدہ رخ انور سے الٹتا ہی نقاب
کہ طلوع مہ نو ہوتے ہیں شہر دیکھیں تو

ردیف ہائے بعد

گالیان بھی ہین اس شیرین کی لذت سخن میں
اس قند کے عیٹ مین ہو مہبانی کا مزہ

کیا ہی لذت اسکی خوش بیانی سے تعلق
ہونٹ چوٹا ہی اس شیرین زبان کا مزا

رُخ روشن سے حاجب کی آنکھ
جھپکی آئینہ طلب کی آنکھ

یار کی اس سے آنکھ دیکھی ہین
چشمگین سیکھی ہی غضب کی آنکھ

وہ نظر باز ہین کہ لاکھون مین
تاک لیتے ہین اپنے ڈھب کی آنکھ

ابرو آفت سے بد بلا گیسو
جیتو نین فتنہ کی غضب کی آنکھ

گر سراپا ہین نور ہم نے مگر
سارے اعضا مین منتخب کی آنکھ

آفتاب اور ماہتاب نہین
دن کی وہ آنکھ ہی یہ شب کی آنکھ

نظر کم سے دیکھتا ہی ہمین
چشم حاسد ہو یا طلب کی آنکھ

اشوبدہ کر تو اوبے دید
بہ گئی اشک بیکسی کب کی آنکھ

رات کو ٹوٹتے نہین تارے
رہتی ہی آشکار شب کی آنکھ

شب کو غم مین نہ چاند تک نکلا
پھر گئی آج تم سے سب کی آنکھ

اب تک ای بادہ کشو آئین سکتی توبہ
پینے ہی مے مئی ناب کی چھوڑی توبہ

ہین وہ مسکین کہ پھری راہ بھٹکتی توبہ
نہ گئی بابا جابت تلک اپنی توبہ

کسی نسانکا دل توہین توڑا واعظ
کیا خطا ہم سے ہوئی ہین جو توڑی توبہ

ہین تو آمادہ ہون کیا کرون اے پیر مغان
کرے دیتے نہین ایام جوانی توبہ

توبہ بادہ کشی کی ہی بھلا ہین نے تو
کی ہی کیا تونے پلانے کی بھی ساقی توبہ

شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
ہین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ

بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جلسہ
ہمنے اس ٹوٹی ہوئی سے توڑی توبہ

لب تک آتی ہی صدا آتی ہی ہر آمین
خوف عصیان سے جو کرتا ہی یہ عاصی توبہ

مست ہو جاتا ہون ان خود جو بہار آتی ہی
ہوش مین بھی نہین مجھ رند سے ہوتی توبہ

توڑ ڈالا ہی زمانے نے مجھے اے واعظ
ورنہ مر مستی سے ٹوٹی نہین میری توبہ

میکشی مجھسے تو دون بھی نہین ہو سکتی
ساقیا چاک کے دکھلائے کو کر لی توبہ

واں تو شکنی پر ہی تنگ حالی
رند محتاج کی تا بہت نہین ہوتی توبہ

دیکھے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
واعظا توڑے مری طرح سے تو بھی توبہ

وہ لاں ہو کہ فرقت مین صدا ئے صور ہی نالہ ہر اک دانے کی چشم خورشید قیامت ہی

ہم آہو سے ظاہر ہو ہ رخ وحشی اپنی عیان لیلیٰ ہم آہو سے اپنی چشم حیرت ہی

وہ لالہ ہون جو چادر اوڑھون حاجیون کی قبر کی مجھین تکیہ ابر نرم پر مرے تعویذ تربت ہی

آگین گے دانہ ہائے اشک سے محل امید اک دن ہمارا ابر مژگان بھی رنگ ابر رحمت ہی

تکلف میکشی مین سا فیا کم ظرف کرتے ہین یلائے جا مجھے تیرے سے کیا ساغر کی حاجت ہی

خون اسوا سطے بارد ہا ہی چلا متاح آہو مین پھر اس خوش چشم کو دیکھون یہ مطلب ہی مینت ہی

فائق اس نغمہ آرائی کا کب مجکو سلیقہ تھا
وزیر عندلیب ہند کی فیضان صحبت ہی

عارض مین تمھارے کیا صفا ہی مُنھ آئینہ اپنا دیکھتا ہی

دُنبالہ جو سرے کا بنا ہی یہ تیغ نگہ کا یہ ملا ہی

سیمار جو تیری چشم کا ہی نرگس یہ کب آنکھ ڈالتا ہی

دو لاکھ فریب حضرت عشق بندہ سہ کہے گا بت خدا ہی

سب کہتے ہین جس کو ماہ کامل نقشہ کف پائے یار کا ہی

۴۵ انتخاب

ہر ذرہ عرش اعظم سے بالا ہی
وصف اسکا فائق ہو کس زبان سے
دولت اک شاعر کو ملی ہی خدا کی
بے بہا ہو کوئی کیا اسکا سکھا جائے
کلمہ اگر شاعر ہو تو کوئی کیا اسکا سکھا جائے
قال رضا رسول کا دیکھا جائے
چاہیے ہو ہر دن وصف اسکا لکھا جائے
مثل پری کی آنکھ کے تن کا لکھا جائے
نقشہ ابرو او نین کا صاف لکھا جائے
ای پری ہی کتنا رہا ہی کس طرح سے
قوس قزح کا ہی کمان کا تانا جائے

طائر رنگ حنا کا مرغ جان ہوتا حزیں
اب نگینے کے تحریر آشیانا چاہیے

خط میں لکھی ہے حقیقت تربت گرویکی اگر
نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کہہ رہا ہے رکھت گل کی طرح
آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف ذانین دہن مضمون کی ہے ہمکو تلاش
بحر فکرت میں دلا غوطہ لگانا چاہیے

چین گیسو سے دکھا دو خال عارض کی بہار
میرے مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

تشنہ پر ہوا ہوں خاک میں او جنگجو
میری مٹی کے تجھے مٹھے اڑانا چاہیے

عارض تابان کے قل پر ہر دفع چشم بد
خال رخسار پر یکا کالا دانا چاہیے

صحبت بے خیال غیر ہے جان جہان
صوت حرف غلط تجکو اٹھانا چاہیے

پھنس گیا ہے دام کاکل میں تیا بان ہند کے
طائر دل کو ہمارے رام دانا چاہیے

پنجہ گلگونکے اوگل ہم ہے ہیں عندلیب
نیشتاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

حیل نہیں سکتا ہمارا تو سن عمر رواں
ماڑھ کے ٹھوریکا قاتل تازیانا چاہیے

لعدت یرت پہلو ہوا ہے وہ پری
آج تو اے دل تجھے بغلیں بجانا چاہیے

ہو سن ای جراح زخمی تیغ نازیار کا
ٹانکے بھی گرنکے ڈورے لگانا چاہیے

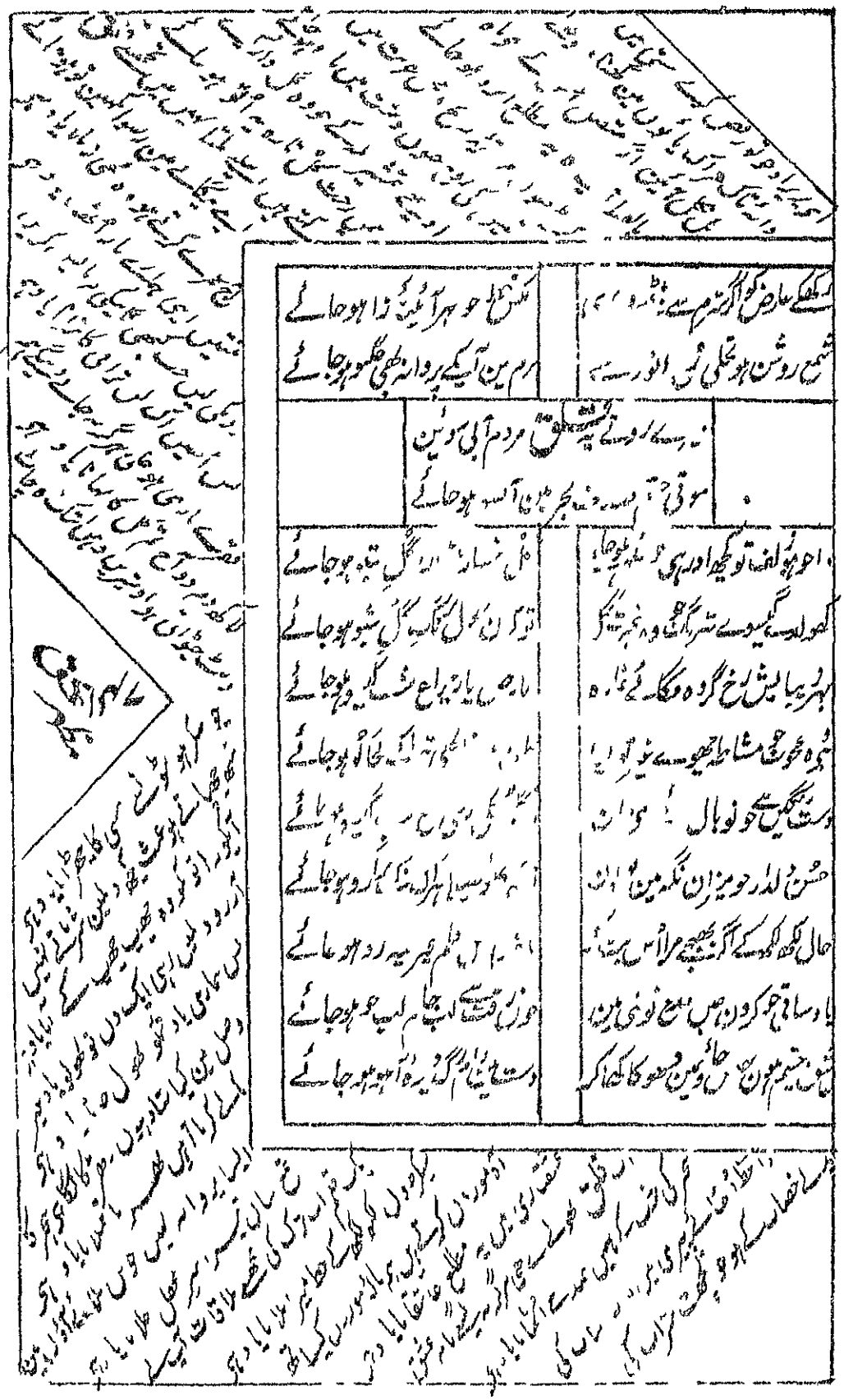

حیرت ہو میرے نالہ و چشم پر آب کی
کہتی ہر ایک کہتا ہو برق و سحاب کی

رحمت اٹھاؤن مہر و تو نیسے عمال ہو
سوگھی ہو کسی نے گل آفتاب کی

قد نخل گل ہو یار کا مینی ہو شاخ گل
کب گ گل ہین نت ہین کلیان گلاب کی

اوشہسوار زیب ہو یا پوش مین کرن
گیین ضرور چاہیے چشم رکاب کی

مرثیے میرے محفل ماتم ہو بزم مے
ساقی سیاہ پوش ہو تو تل شراب کی

سویا نہ تمکو آیا نہ سوے دیا مجھے
کیا عجا بیان کہون اس بیحجاب کی

ہک کیا ہتک ہین لخت جگر کباب
لگین نی ہین ہجر مین سیخین کباب کی

کیا کیا رٹیا ہے کے کٹی ہو شب فراق
ایسی ہو کاٹ قبر مین ہوگی عذاب کی

ولین کبھی کبھی مری آنکھون مین رہتا ہو
رشنی تو دیکھنا مرے خانہ خراب کی

دریا یہ کس پری نے کیا حرم سکیتی
ہر دست موج مین حبابی حباب کی

مدہل رنگ و گانہ مجھ جام مین دیکھ
مہ جبانی ہو گلونکو طبیعت آفتاب کی

کیا دخل کوئی دیکھے تماشا کے روے یار
خورشید حشر سنگی حالی نقاب کی

اٹھ کیجے سے آٹھ کے بیٹھا ہی ہر در مدر
کیا تو نے اے صبا مری مٹی خراب کی

آنکھوں کی راہ دل میں مرے آتے جاتے ہو — اے جان ہوس آمد و شد کی خبر کیے
اُفتادگان خاک سے بیہودہ ہے کہان گزند — دے رخ مار جادۂ راہ سفر کیے
کہتے ہیں وہ رواں دمِ دریا ہے عیر کر — جرأت سکے کہے ماہی آب گہر کیے
آخر زمین نے مری مٹی عزیز کی — لے آسماں بھر آئیگا اس دربدر کیے
کیا خوب فرق عاشق و معشوق میں ہوا — طوق آہنی ملا ہے کسے طوق زر کیے
کسکو بجز شراب حوس آتا ہے آفتاب — بھاتی ہے عیر مینۂ مینا سحر کیے
مرپانی پانی ہوکے نا صاف تو جھیل — درکار ہر غسل ہے آب گہر کیے

مقتل میں ہم بھی سر کف آئے ہیں اے قلق
کرتا ہے قتل دیکھیں وہ بیداد گر کیے

یہ دعا دے کے در سے ہم رات چلے — شانہ آتا دکہ مشتاق ملاقات چلے
یا خدا آج تو عیدو کی ہے گھات چلے — لے کے ساتھ مرے وہ سانوں رات چلے
لیگیا عشق بتاں پھیر کے وعظ سو دے — طائف کعبہ جو اے قبلۂ حاجات چلے
ساقیا نجاؤ مبارک رہے آزردہ نہو — تیرے بھائے ہم رندخرابات چلے

۱۴۹

بعد سر پیٹنے بھی ہو کوچۂ جاناں کی تلاش
ولولے میرے ہوس باعِ خنداں دور رہے

دل کے داغوں نے یہ کس طرح اُٹھے دود سیاہ
غیر ممکن ہے جو چہرا خوبیٔ رخساں دور رہے

دل ہی کعبہ ہو وہی بت جو تصوّر بند جمائے
نہ کلیسا دور رہے اور نہ مکاں دور رہے

خط سے خط لوٹ ہوا جاہ ذقن قہر ہوا
یوسف لے آئی یہ کنواں دور رہے

سو بھی ہو لے کے یہ لانکی یہ ندیر نول
چشم گردوں نے نہ آہو نگاہ دھواں دور رہے

کچھ علاج ایسا تاؤ کہ یہ درد دل بھی
آپکی طرح مسیحائے زماں دور رہے

کچھ وہ انصاف سے تھے شکوۂ دوری جو کیا
منفعل ہوئے کہا واقعی ہاں دور رہے

یہ جوانی یہ دل اور یہ زمین انصاف تو کر
دخت رز پاس رہے ای پیر مغاں دور رہے

تیغ خوبانِ ترا حسن ہمیشہ کٹکے
نظرِ بد سے تو ای آفت جاں دور رہے

گرمیٔ گرم سے تا مل کے نہ بچے مرجھائیں
خرمنِ گل سے آئی یہ خزاں دور رہے

رشتۂ جان نہ اسے کہتے نیر تا یہ ہیچ
اشک کیوں نظر سے وہ موئے میاں دور رہے

اغم فرقت یہوں جاتے ہیں مرے قریب
ای قلق یار سے دونوں بھی جہاں دور رہے

جو بھوپنے تا فلک ٹھہرہ تمھاری خوش فروشی کا
خریدار یکو آئے مشتری بازار اجم سے

عوض جو مینکے کا رالائے مرکا چاہیے ساقی
ہماری قبر اگر پکی ہو تو خشت سرخم سے

ہمیشہ خاک چھنواؤگے مثل قیس صحرا کی
قلق کو یہ سہ تھی امید اے لیلی مش تمسے

تاثیر جذب مستو کی ہر ہر عرل مین ہی
اعجاز ٹڑمین ہی تو کرامت نمل مین ہی

دلمین جو اپنے یار ہی تو دل بغل مین ہی
پھر کیون ہی غم کہ صاحب خانہ محل مین ہی

کتنا غرور ہی تمھین حسن و جمال پہ
گویا دیا حسن تمھارے عمل مین ہی

ہی یاد دلمین بچہ رنگین یار کی
مہندی کے جو رکا گدرا نے محل مین ہی

ہر ترخزانے ہی ہمین اس باغ کی بہار
جیسے نفاق پھول مین ہی ہر پھل مین ہی

لیتے ہین بوسے اُن لب نگیسو کے رات دن
گنگ یمن سے تا حتن اپنے عمل مین ہی

منعم یہ کارخانے ہین دنیا کے کر نہ فکر
کوئی ہی جھوپڑے مین تو کوئی محل مین ہی

حرن گیا وہ بیچ مگر لنکے ہین وہی
رسی کامل حضور کی نہ فونکے مل مین ہی

پہلو مین مجھ حزیں کے پتکتا ہی رات دن
یار تی دل ہی یا کوئی بھوڑا بغل مین ہی

قلق کو یہ سہ تھی امید اے لیلی مش تمسے
ہمیشہ خاک چھنواؤگے مثل قیس صحرا کی

جو بھوپنے تا فلک ٹھہرہ تمھاری خوش فروشی کا
خریدار یکو آئے مشتری بازار اجم سے

عوض جو مینکے کا رالائے مرکا چاہیے ساقی
ہماری قبر اگر پکی ہو تو خشت سرخم سے

جہاں ساکر نہیں بھیرتا مسافر

قطعہ وہ پہلی منزل کا سفر ہو

عشق مین پیر جان نا ضعیف ہو مشقت مین جان جاتی رہی
کوئی بلا پھر آئیگی محبت مین جان جائیگی
آتے ہی فصل دلپذیر پھر لے قفس مین ہمصفیر
اے گل گلشن وفا بے ترے نیند آئے کیا
خواہش جستجوے یار جسمے بھی کچھ تھی بیقرار
دانش و طاقت و بصر بڑھ گئے سارے ہمسفر
لاؤ پیالۂ شراب گھر کے پھر آیا ہے سحاب
اے مہ آسمان جاہ تجھسا نہین ہے جگمگاہ
موے سفید آگیا دھبا خضاب کا لگا
کس کا دل ہوا فگار موے جانکی نثار
پھر لکے کوئی دستگیر چاہیے نہ ان حسینو نکو

تو نے برا و ستم شعار اب بھی مری خبر نہ لی
بیچ مین ہمکو لائیگی زلف سیاہ بڑھ چلی
جسمین ہوے تھے ہم اسیر پھر وہی پھر ہوا چلی
بستر خار سے سوا تجھکو ہے فرش مخملی
بوے قفا مرا غبار ڈھونڈھ پھرا گلی گلی
زاد سفر کی فکر کر لگ ہی ہے چلا چلی
اب نہین میرے لکو تاب باد بہار پھر چلی
کیسے فلک چراغ ماہ ڈھونڈھ پھر اگلی گلی
فصل شتاب بیوفا داغ فراق دے چلی
تیغ خرام نازیار چال نئی نئی چلی
اب ڈھونڈھو پھیر دو لکھنؤ مین گلی گلی

جب بگڑتے ہین قسمت نہیں دیتے نہیں نام
پھرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہے

پھیلا بٹیگے سواری مین کس گل کے یہ کیا
غنچونکی مٹھیان نہیں کس لیے زر رہتا ہے

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہے
میرے ویرانے مین یہ ٹونکا گذر رہتا ہے

وصل کی شب بھی نہیں چین سے کٹنے پاتی
ہر دم آزروگی یار کا ڈر رہتا ہے

دیکھنے والے سمجھتے ہین عبث تارہ نظر
میری آنکھون مین ترا عکس مگر رہتا ہے

غیر کے بس مین **قلق** کیون نہو وہ سیمبدن
قابو یار مین گنجینۂ زر رہتا ہے

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہے
خانۂ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہے

اس لیے مازد رجاک جگر رہتا ہے
دل مین اک کاسی رستے سے گذر رہتا ہے

برہمن بتکدہ مین تیغ حرم کعبے مین
جسکے جویان ہین وہ یاس آٹھ پہر رہتا ہے

سایہ کے کاٹے کی سی لہر اک آجاتی ہے
زہر گیسو کا بھی تازیست اثر رہتا ہے

خاک کو بھی مرے صحرائے طلب مین یہ مرگ
صورت یگ روان رہ سفر رہتا ہے

وحشت عشق نے دی تیغ جو دست سے نجات
داغ دل آٹھ پہر سینہ میر رہتا ہے

۵۷ آتشیہ

بزن کو رام کرو ۱ خط فضلکے
حضور بزم نرم ہو جاے ہے
الٰہی بجھ نہ جاے شمع
پاسبان خلق یہ عشاق کیا ہوے
ترے کا قتل اتفاق تو ہے
تلاش زہر بالیان کی ہے وہ حال اتو
ہوا ہے دیکھنے کو ترسا ہوا

زبان دہن بس ہو
ماہ عشق مین اک
اسے جہان سے بیگانہ
کو یا ہے کیا ہم
کو یا دشاہون کی
گلدان وادی
کو یتر ہین سر خار

شہید مے جفا کر کے جسکو فرمایا
بہانہ ایسا شاک چاہیے قضا کے لیے

ہمارا خون بہا کر نہ رائیگاں لیجیے
ہمیشہ مے کا سس ہاتھ اس خاکے لیے

علاج ہو نہ سکے اُسکے دردمند کا
فلاک سے اُترے مسیحا بھی گر دوا کے لیے

تو وہ ہو جانِ اکت کہ ہے ہم بغل
جو لاہیں حوروں کے رخسار سنگ ہا کے لیے

فلق ہو آنچل ایسا روح بیدردی
کہ درد و غم ڈھونڈھے سے ملتا نہیں دوا کے لیے

کسطرح شرم و مروت کا یہ دم گھٹتا ہو
دیکھیں یہ بیٹھتی ہو پہلے کہ جگر پھٹتا ہو

گھن لگا دیتا ہو یہ دگ بلائے بد ہو
عشق گیسو میں بہت جلد شبر لٹتا ہو

یہ بیٹھ جاتے ہیں نہیں اہل ہوس کا دیکھا
یہ گڑھا وہ ہو جو پاٹے سے نہیں پٹتا ہو

پرتو نخ کے تصور میں ہے او خورشید
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہو

اُس بت تنوع کو الٰہی شوق زینت
آئینہ ہو تو نہیں سامنے سے ہٹتا ہو

جو کوئی ہاتھ بڑھاتا ہو کسی کے آگے
فرط غیرت سے مرا سیر خون ہو گھٹتا ہو

شیر رنگ ہوئے خلق ہو اے غنچہ دہن
باغبان ریشک سے بنگ گل تر کھٹتا ہو

اہل کمال ہوئے ہین بے فیض بھی بہت
دیکھو گل قمر مین نہ بو ہو نہ باس ہو

دعوی ہو اشتیاق مجھے ارباب فہم سے
اُس سے گلا نہین جو سخن ناشناس ہو

فرط گمرہی سے کچھ نہین دلکو ہراس ہو
ہمکو بہت بڑی تہی ہمت کی آس ہو

شاید ہوے رقیب سے وہ ہم بغل کہین
پہلو مین دل یکھ آج ہمارا اداس ہو

معشوق سے ہنسی بھی نہین خالی از مذاق
یہ بھی تو ایک طرح کا صاحب مساس ہو

رہتا ہو فصل گل مین بہت نشے کو راس ہو
لو یہ نہین شراب کی مینے کو راس ہو

کرنا نثار اُس چمن آرا پہ یہ گر
کیا اور شے نہین ہو سوا گل کے پاس ہو

حب بہر سیر پھرتے ہین ہم تو کہتے ہین
جی مست ہو کمال طبیعت اداس ہو

گو صاحب لحاظ ہو پر بزم غیر مین
میر اکرے وہ یاس بعید القیاس ہو

میکش یہ کہہ کے پیتے ہین در خیر مین
ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہو

یا جی پہ خاک یف کا ظاہر سے ہوتا ہو
دنیا مین یہ وہ پوش شیر کا لباس ہو

فرقت مین بھی گذرتی ہو اپنی تو ٹھاٹھ سے
امرد نہین ہو مصاحب ہراس ہو

جھٹلا کے کہو کرتے ہو سر اپنی بات
آگے تو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر میں اپنے دل مین نہ دیتا انھین جگہ
قابل تو تھے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اور دونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم کسی ہتے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طے کی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دل مین رہے جنونکی بدولت ہمیشہ داغ
اے عشق اس خزانے مین کیا درم نہ تھے

اسطرح تو لکو بھیندے مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم تو ایک سہی قد کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تم نے آزمایا ہمین پایا سر بکف
منھ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلجاتا حال سابقہ پڑنے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین قیصر نے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جانے ملا تمھاری حسد مے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اور دنکی کیونکر مین آپ سے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

اٹھی ہمین نہ یاد تمھین امتحان کیوقت
آخر تمھارے چاہنے والونمین ہم نہ تھے

اتنی بال سے بھی راہ ہو باریک تر جس کی
قیامت میں پار سانی گذر جاؤ نہیں اُس پل سے

جہاں ہے اُسکے ذرے کا اڑانا جو رگل اکسو
ہوا کو کیا عداوت تھی آہی خاکہ بسمل سے

قلق کچھ اور پڑھ اسمیں یہ اہل بزم کہتے ہیں
نہیں ہم سننے پائے شعر سب تعریف کے قابل سے

جب اہو گل ہمسری کرتا ہو تیری دام کا کل سے
عنادل اکھاڑ کنکھی اُلجھیڑتی ہو سنبل سے

ہوائے گلشن عالم رہ انصاف اگر چلتی
جلاتی آشیانہ بلبل کا آتش گل سے

سنا ہو جاتے ہیں درگاہ وہ منت بڑھانیکو
سواری آج تو نکلی ہو انکی کس تجمل سے

صریر خامۂ رنگین رقم کیا لطف دیتی ہو
سنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے

نکلتا ہو جو اہو مشک چین تو سیر کو گھر سے
نکلی کہیے مہک جاتے ہیں تیری کس شکن کے گل سے

اگر فریاد رس کے کان تک بھی پہنچے تو سن لینا
کوئی بھولا شکوفہ باغبین فریاد بلبل سے

خزان ہو کر بہار حسن مجھ بن پھر نہیں آتی
ترقی کی نہیں امید ہرگز اس تنزل سے

رہا کرتی ہو قمر افسوس ایمن حسن کی دولت
زر گل کھو لیا پایا کوئی کب دامن گل سے

وہ دیوانہ ہوں تیرا اے پری جاؤں جو وحشت میں
گریبان شیر صحرا ہوں نہ بخیر کے غل سے

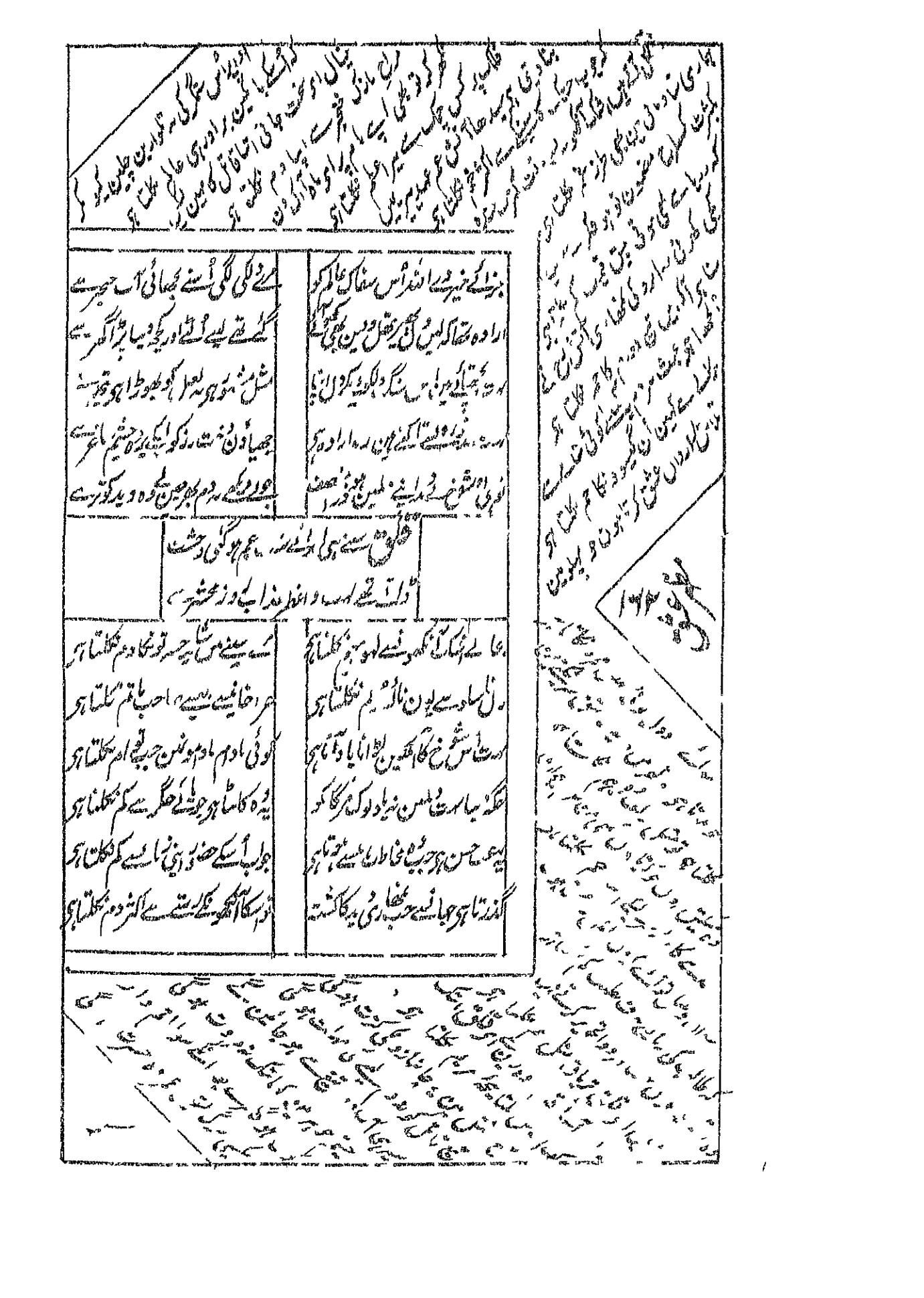

کر سکیگی مجھے میزان قیامت نہ سکر
میرے پلے پر اگر آپکی رحمت ہوگی

دل بلبل کی طرح یہ بھی تڑپے صیاد کا گھر
اتنی ہی آتش گل مین نہ حرارت ہوگی

سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
شرم آئیگی مجھے انکو ندامت ہوگی

ہمتب بیدل کہ دم بھر بھی نہ ہونگے باہر
رنج ہجر انسے اٹھیگا جنھین عادت ہوگی

پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے یہ مضطر ہون
زندگی مین مری صبح شب فرقت ہوگی

کب تلک اس معاملہ کی ہر جائی ہے
دخت رز ہاتھ سے مدت کے فضیحت ہوگی

اپنے بسمل کا نہ تسما بھی لگا رکھے گا
میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

جب تلینگے مرے اعمال ترازو مین ہون
سرو سب گری عرش قیامت ہوگی

شام وصلت سے تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی

اتنی ٹھہر کر نکو اس دل مین مشقت نہ کرون
خواہش خلد مین مجھسے یہ زحمت ہوگی

جسقدر چاہین یہان مجھپہ جفا کرین
کیا مرے بعد وہان بھی نہ عداوت ہوگی

خستہ گر دامن رحمت سے ہوا
تجھسے سرسنگی اے اشک ندامت ہوگی

مین تو یہ جان ہی دین تو نہ رکھون کر سب
ان بتونسے بھلا کس کو محبت ہوگی

اے صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
نہ کہیں موے کمر سے ترے زنار کھچے

یون گیا پھاند کے اس گھر میں وہ گلرخسار
میرے دامن سے نہ خار سر دیوار کھچے

کبھی قابو میں طبیعت سے کبھی بے قابو
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ ہر بار کھچے

چشم میگون زنی تاں کی ہی گردش میں کی
مست ہو چلنے میں جیسے مے رفتار کھچے

کچھ نہیں فکر نجات عمل بد انکو
کسقدر جال میں دنیا کے ہیں زردار کھچے

بہر خوبان قیوں سے جو مجھے بگڑے
صاف دو چار طرح دیگئے دو چار کھچے

دل مجھے دیکے بلا اور بھی اک سر پر لی
دم کا کل میں ترے تو نے گرفتار کھچے

کبھی یکسو نہ ہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال **قلق** کا ذرو دینار کھچے

طالت دیدار تنگ ہو نین تو وہ لفین دکھائین — اگر کہون کی ہین تو وہ سمجھین بات کی
یا تین سنوا تا ہی سائے گا رحوکی دل انھین — تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی بات کی
اسو قمر آغار دو حسن خط پہ کرینہ ناز — چاندنی رہتی ہی تھوڑی پہلی رات کی
ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیون دم پہ بنے — سیح ہی کیا تکلیف دیتی ہی مسی برسات کی

بیٹھتے کعبے ہی مین یا دیر مین کرتے مقام
اہو خلق کیا مفت تمنے رہگان اوقات کی

اہو آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے — ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
آغاز کا نہ دھیان نہ فکر آل دے — مومن کچھ دے خدا تو بس اتنا خیال دے
قصبی محبت آنے ہی ہکو انھین نہین — کیونکر کسی کے دلمین کوئی دل کا ڈال دے
سناع طبع یان یہ دم فکر شعر ہی — شمع سخن کو نور کے سانچے مین ڈھال دے
اسکی جفا سے ہیں فغانین مری سوا — یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے — مانند مہر ذرے کو اوج کمال دے
طاؤس و کبک کہتے ہین وہ دیکھکر خرام — اللہ دے تو مثل بشر چال ڈھال دے

اپنے سائے پر عبث مغرور ہے تو اسقدر
ای ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہے

صحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا
سادہ رو یونہین بتر ک بندگی درگاہ ہے

ہمت و عزم و عدالت کی صفت کیا کیا کہون
عدل کسری جود حاتم حکم نادر شاہ ہے

فی الحقیقة ہے زیارت زندگانی کا سبب
دولت دیدار سلطان یان زر تنخواہ ہے

طول گیسوے رسا کی ہو سکے کیونکر صفت
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہے

جاتے ہین شاہ کے جانباز جانثاری کو کیل
جنگ کا میدان بھی گویا اکھاڑا یا نگاہ ہے

جان کسکی ہے جو ٹھہرے روبرو ہنگام غیظ
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہے

مثل موسی عشق مین کیونکر نہ خوبان جہان
عشق منزل ہے کہ صورت تجلی گاہ ہے

رہے ہو تن جان نثار جان عالم ہو خلق
نیت خالص سے سجدے کی خدا آگاہ ہے

مبتلاے ستم و حسرت و آلام رہے
تا دو دون بھی نہ ہم ای غم ایام رہے

ساقیا ایک حین بلقی حرام رہے
مست دور مین ترے خاص سے تا عام رہے

عمر بھر محو رخ و زلف سیہ فام رہے
کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام رہے

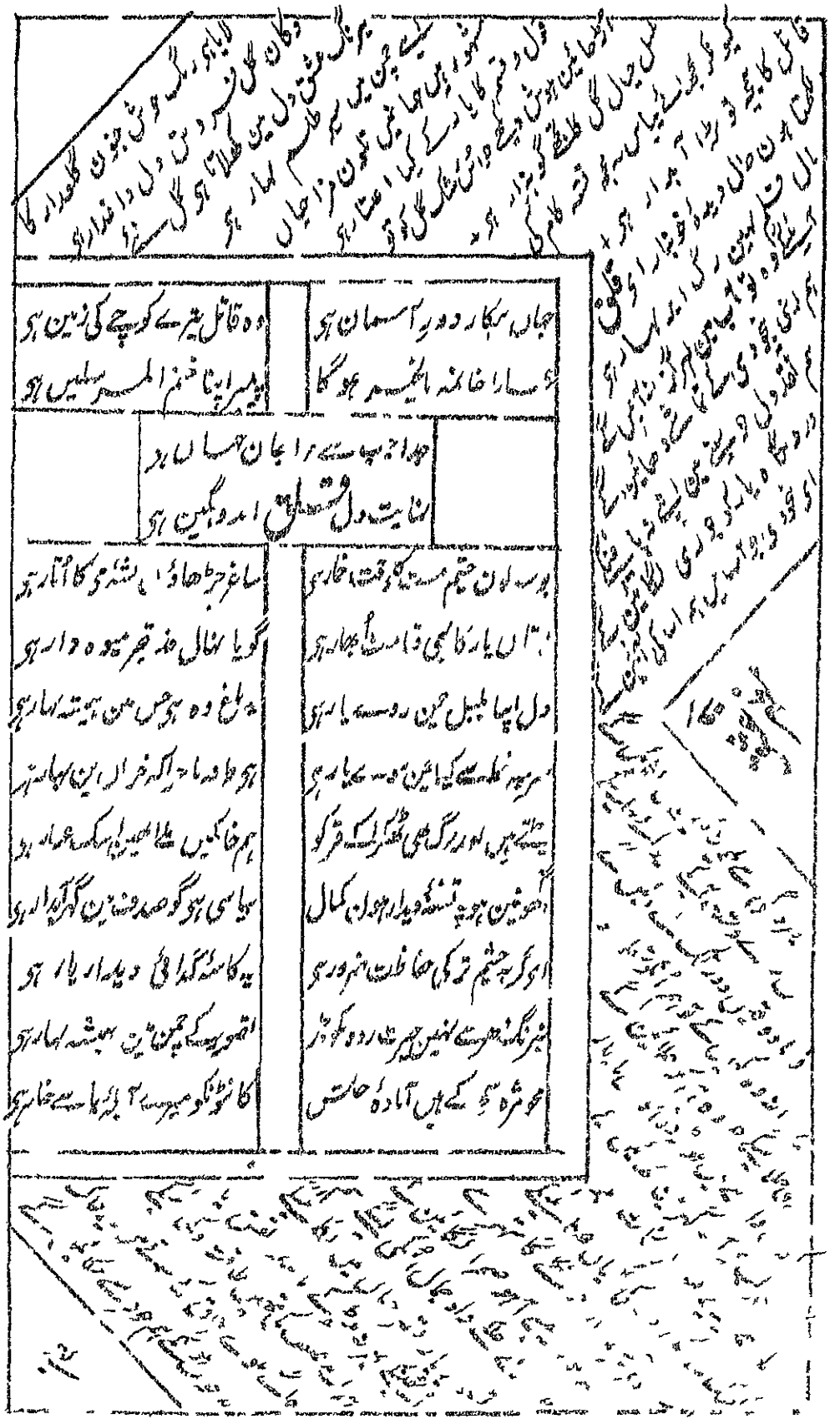

لینے میں جس کے لئے تو محبت کمال ہے
دینے میں تیرے حوصلے بروں خیال ہے

گرم خرام ہوں گے اگر صحن باغ میں
انگارہ پیرہن گل خمیاں کو ٹائیں گے

سایہ سپر ہیں عاشق جانباز سیکڑوں
تیغ نگاہ نازکو کب آزمائیں گے

اک تو ہجر یار میں ہم گو رچھانک آئے
جیتے ہیں تو کسی سے پھر دل لگائیں گے

اے شہسوار ناز یہ مٹتا ہے بار بار
ترے سمند حسن کو ہم خود نہ پائیں گے

ہم کیوں اطاعت الٰہی کریں فائدہ قلق
کیا یہ ثواب و بہر خدا سے ملائیں گے

جدھر سے ہو کے اے حور شید کوہم قدم نکلے
ہزاروں شمعیں بسمل ہو کے گو کے دم نکلے

نہ تھے آگاہ ہم جو سے خانہ نشینی میں
کہ کاہے پاؤں سے گھر سے جب باہر قدم نکلے

خرم میں مسلمانی بیمار تھا ہو گی جی کھکے
الم اکوں اٹھائے ہم نے رائے کہ علم نکلے

کیے ہم جمع یکساں حیتے جی خونیں بھی
نہ اپنے خانہ زنجیر سے باہر غدم نکلے

کیا حسن امتحان قاتل نے اپنے سرفرو ستکا
رہا مالا انھیں کے ہاتھ جو ثابت قدم نکلے

مقابل کے کئے جوہری نے تیغ کے
گھر پیش دو، ان مرتبہ کے کم نکلے

ایک دن مجھ سے اپنے نہ خوش ہو کر چلے — خاکمیں سارے مرے ارمان اسی دھن کر چلے

کیا وہ خوش قسمت ہیں جنکو درد دیکر چل بسے — ہم کو تو سے مہربد خو بیوفا اکثر ملے

بسکہ مشتاق قتل و قاتل عالم ہیں ہم — عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسانکو کرتا ہے خراب — کی اسی نے سر کشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانانکا جو میں دیوانہ تھا — خاک سے میرے بگولے سرو قد اٹھکر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو میں خط شوق — چاند اور سورج لفافے کیلیے دیکر ملے

پائی خسیت جو صحرا گرد لاغر میں ترے — بید مجنون جسسے ملے مجھسے بہت جھکر ملے

کیا جگر افشا تھی ہم سے سیاہ یار پر — اس سپہر حسن کو کس نور کے خنجر ملے

اسسے اتنا تو دکھایا جذبہ دل نے اثر — آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ مصحف گلشن عالم میں ہیں اوراق جان — دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

رند مشرب وہ ہیں کوثر پہ بھی یہ چلا نہ نگے — کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ مرسل کا جب عارم ہوا — میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھینچ سکے موئے میان یار کی اُس سے شبیہ — میرے بہزاد تصور سا جو صورتگر ملے

خاطر پہ مغاں توڑنے سر و اخطا
توبہ ہو کی نہ کھاتے جو قسم کیا کرتے

باز گشت اُنکے سوا اور کہاں تھی میری
مجھسے مجرم پہ نہ کرتے جو کرم کیا کرتے

وقت میں فیصلہ تدبیدہ سری گھڑ رکھتی
معرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے

جان ہونٹھوں پہ تو آ گئی دم گھوٹ گھوٹکر
اور تم اس سے سوا ناک میں دم کیا کرتے

کونسا خاک درمیکدہ پر لطف نہ تھا
ہم خرابات نشیں مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق میں اُس شوخ کے تنگ آکے قلق
یہ نہ کرتے تو بتاؤ تمھیں ہم کیا کرتے

اودھر سے جاتے ہیں دو آنکھ جو چراکے ہمیں
اُنھیں کا تیر نگہ ہم میں لیے کھائے ہوئے

ہمارا کاٹ کے سر وہ کمال نادم ہیں
کھڑے ہیں یہ سے مقتل میں جھکائے ہوئے

عبیر و عنبر و مشک و سفیدہ و ریحان
تمھارے سنرۂ خط پر ہیں سر کھائے ہوئے

سر کے دھر یہ دم لیسے کا مقام ہیں
عدم کے قافلہ والو قدم بڑھائے ہوئے

ہماری خاک کی حسرت تھی دیدنی اُسوقت
جلے جنازے وہ یکے اُٹھائے ہوئے

ہمارا کشتۂ مژگاں کوئی نہیں بچتا
یہ تیر ظلم ہیں کس نے ہر من کھائے ہوئے

کس جبیں سے گذرتی ہے نذاکت کی
سوتے ہیں خشت خم کو سرہانے دھرے ہوئے

خوف تیر الم سے سوکھ گئے خار کی طرح
حبِ موسم بہار میں کچھ ہم ہرے ہوئے

وہ رند ہا وہ کش ہیں کہ ہمنے بدا بدی
خالی کیے ہیں خم کے خم اکثر بھرے ہوئے

قصے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہیں
کھوٹے نسے اتنے وہ نہ کسی کے کھرے ہوئے

سیمہ سپر وہ ہم ہیں کہ قاتل نے بارہا
خالی کیے ہیں ہمپہ ترنجے بھرے ہوئے

سب بکف ہیں دیکھیے ہو کون سرخرو
قبضے پہ ہاتھ ہے وہ ستمگر دھرے ہوئے

حیشان یار جو ہیں مستی میں کسقدر
کیا یہ ہرن ہیں سبزۂ بیگانہ چرے ہوئے

لایا نہ کچھ جواب پیام اور پیامبر
کیا گھنگنیاں منہ میں وہ بیٹھے بھرے ہوئے

ڈالی ہے اپنے جلوے پر آنکھ اسنے بارہا
ہیں چاندی کا کھیت یہ آہو چرے ہوئے

یکتائے چھیڑ کر سر بازار ہم انھیں
دو کھوٹیاں سنائیں وہ ایسے کھرے ہوئے

بوسہ یا کبھی تو حلانے کے واسطے
دو جار گلیاں ہونٹ میں کچھ غرغرے ہوئے

گرمی عشق دیکھ ہمنے تر بغیر غسل
تمام دل کے ایسے بلند ابخرے ہوئے

خالی ہوئے ہیں اس طفلان جوی جنوں
واں کوہ ہیں تو ہیں تبر کھرے ہوئے

بہار گل میں صبا وائی ہوا ہوں اُسکی زلفوں کا
لگا ہے عشق جیا نے مرے شکیں اگر باندھے

میں وہ آئینہ قسمت ہوں کہ جائے تیر حسرت کا
نشانہ طائر دل کا جو وہ ناوک نظر باندھے

نگولہ سنگ کا حاکم قیس و فرہاد آئے سو بت کو
ترا دیوانہ کوہ و دشت میں میدان اگر باندھے

غبار کوہ کا کل ہوئی ہے بعد مرنے کے
ہوا اپنی ہے میری خاک کو نکہت مقدر باندھے

رخ احکام کو آئینہ آغاز میں دیکھے
تصور دم کا دانے سے طوطی بیشتر باندھے

جو میں نے وصل کی بوسی سبب عاشق کی تو فرمایا
نہیں ہے یا وہ ہر اک بات کی آسان اگر باندھے

غم شادی صلت میں ہوا ہوں میں عجب کیا ہے
جو سہرا آنسو دیکھا وہ سر تابوت پر باندھے

ہزاروں سر کے بل جانا ہے یار آستانہ میں
سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل میتاب ہے آزاد دنیا کے بکھیڑوں سے
جہاں میں طائر قبلہ کے کس نے پر باندھے

پڑیگا سا قطہ جسدن تو کھلجائیگا حال اُنکا
رقیب اپنے سنا ہے کھیتے ہیں تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکھے کیون پیغام اس حیرت رسیدہ کے
زباں پر تو چڑھائی جا چکی دست دعا باندھے

جبین میں چاندنی کے پھول پر صدرگ کا شک ہو
قلق رد ہی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

نہین کھلتا دکھاتا ہو فلک یہ نگ کن ہم کو
قلق جیسے تماشا ئیکی بار یگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب پہ مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل کے اُس گل تر کی تمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلنے سے میرے یار ہو حوصلہ اگر مرا
محمون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
بدلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

تیر تمھارے رکھتے ہین آج اتنا دسترس
چاہین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے ہین مطیع حسنان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح بیم سے

درکار ہو جب مین جو حاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آستبع سے سیراب حملہ کر
جلاد منھ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کہونگر نہ مجکو ہو در گوش صم عزیز
اگدت خدا بھی کھتا ہو طفل نیم سے

جلتا ہون مثل طور مین اس رشک سے ہنوز
کیسا تجلے مین ماتیر ہوئین تھین کلیم سے

ہو سیر باغ کوے صنم مرکے تا نصیب
کی ہے غنا نے سازش نسیم سے

ادب یکھو جو سوتے سنت جاتا ہو غبار اپنا
بگولا پیشوا لیے کو بیتابانہ آتا ہے

منہار شکال غارض کے جو عاشق ہین سبب یہ ہے
ادب کرنے ہین نیر یا جو کوئی دانا آتا ہے

ہمین بھائی ہین ہمتین شیخ و برہمن کی
پسند طبع ایسے مذہب رندانہ آتا ہے

جو یا مالی سے بچتا ہے تو یا لا مارا جاتا ہے
مری قسمت کا حب شمع و نما پروانہ آتا ہے

لو وہ ہی شمع بزم گل رخان اے فاضل عالم
تری محفل ہین سر پر کھیل کر پروانہ آتا ہے

دلی وارفتہ پر آتا چلا ہے کب اس بت کا
سمجھے کیسے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہے

جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہے کل ملکر
بڑی شوکت تیرا ہے پری دیوانہ آتا ہے

گذر شکر مرا اسکی گلی مین پھاڑ کھا سیکو
رقیبے وسیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے

وہان بستی پسانے ہین سر سے جو انڈ اگھت
الطرجب تت گر دین کوئی ویرانہ آتا ہے

جلانے کو فقط ان واعظان خود فصیحت کے
قلق کعبے سے اٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نقش مری پائمال کی
انکی خرام ناز نے کیا مجھسے چال کی

کیا کیا صفت بیان ہوائس نونہال کی
جوبن ہے سبزہ بہار ریاض جمال کی

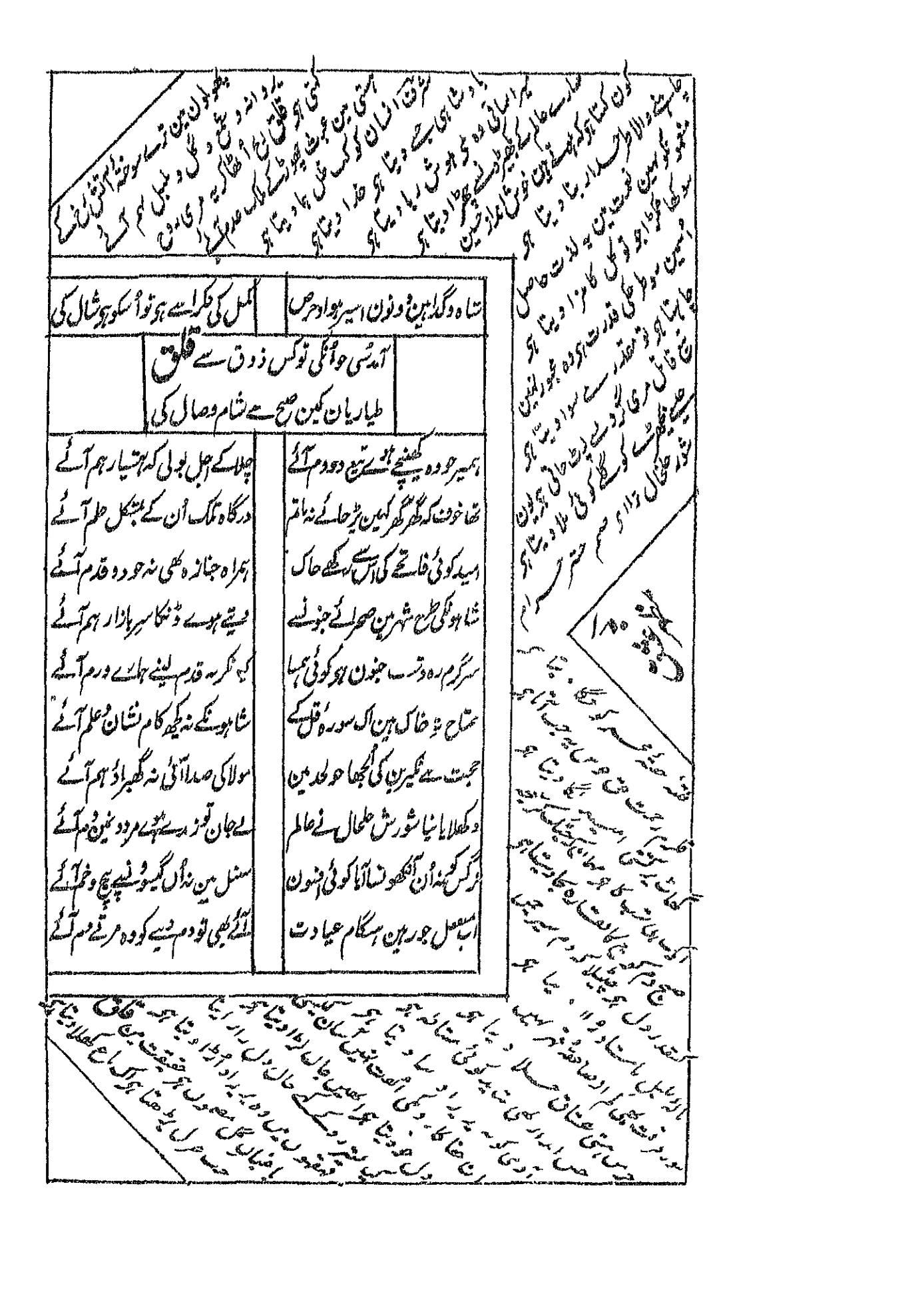

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی غافلو رہنا ہشیار
یہ جرس قافلے والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اٹھ نہیں سکتا اس سے
کون دلکو اب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز
بوسے خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

جب گھٹا اٹھتی ہے تو بادہ گلگوں سے ہمیں
کرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم ہاراری خونریزی سفاک رہے
تیر احساں ماختہ یہ دعا دیتا ہے

اور تو رند و نسے چلتا نہیں بس لفظ کا
وخترز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب ہوگی تمیز
شاہد یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب گہ سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
دانہ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتے ہیں ایسی لذت
لوسۂ جان لب شیریں کا مزا دیتا ہے

آسرا سے بھی سوا کوئی ستمگار ہمیں
حسرتیں ناک میں دم کی ملا دیتا ہے

داغ غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالاں ہے
حمام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

گھٹ گیا ہی جسسے مطر و نین نور کلوں پاک
ہر گل تر چشم ملل مین ہر تگ خار ہی

رحمۃ للعالمین پیدا ہوے ہین جس جگہ
ابر رحمت اس مکان کا سایہ دیوار ہی

سنکے اُس عز شفاعت کا تولد لوے سب
اب حمایت عاصی کا بیڑا پار ہی

دیکھکر اعجاز ہین ایسے پھر لائے نہ دین
سچ ہی کیا ان بت پرستون مین خدا کا کار ہی

دہر مین برسا ہی جب سے تیغ ابتیع عدل
سرد بازار فساد و فتنہ و اشرار ہی

عرب دین سے مائل اسلام کافر ہی نہین
لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہی

جس سے تو راضی ہی شاہا اُس سے راضی ہو خدا
جس سے تو بیزار ہی اُس سے خدا بیزار ہی

ای سہیر ین نہین یہ جوہ یہ اتنا فروغ
مہر و مہ مین بھی ترا اک یہ تو انوار ہی

صاحب ہیبش تو کیا بھٹکے نہ رستہ کو بھی
راہ شرع پاک ایسی صاف اور ہموار ہی

حسن محمود آلہی کی پڑی ہی جیسے دھوم
فتنہ مند اُس سے تا تک مصر کا بازار ہی

دوست حلقے مین رہین امید وار باغ خلد
دشمنون کو آپ کے خوف عذاب نار ہی

معجزہ شق قمر سے کوئی کر روشن نہ نہین
نیر ہ دل کون اُس سے ہو افروں جسے انکار ہی

اور دمندین لب جانبخش کے مین ہی نہین
حسی مریم بھی ترے عشق کا بیمار ہی

کہدو یہ اطباسے کہ تکلیف نہ فرمائیں — اچھا ہو دولے یہ وہ رخ بہ سخن ہی

بیچشمی جانان کبھی آہو نہ کرے گا — نرگس کی طرح انکھ نسے معذور نہیں ہی

دکھلا لیں فروغ رخ نامہ مہر شب دوش — نے یہ وہ ابھی وہ ست یہ نور نہیں ہی

جو شکوہ سنا ایک سے بھی شکر نہ ہمنے — مخوار کوئی آپ کا مسرور نہیں ہی

سن سکے مراند کرہ کیون کاٹتے ہوات — جس سے ہو ندم یہ وہ مذکور نہیں ہی

داد اپنی نہیں پاتے ستم دیدہ تھارے — اہو باد شہ حسن یہ دستور نہیں ہی

پشتارہ خط شوق کا اٹھے تو اٹھاے — پیغامبر اپنا کوئی مزدور نہیں ہی

دلسے مژہ پار عبث کرتی ہی کاوش — سولی کے سزاوار یہ مقصور نہیں ہی

ساقی کی توجہ ہی جبھی نیمخمو نیہ میرے — مرکھپتی ہی جس سے یہ وہ انگور نہیں ہی

کیون طوطے کے مانند جلاتے ہو دلونکو — سرمہ جو لگانا تمھین منظور نہیں ہی

دل دیکے کرین شکوہ بیدردی دلبر — اے بار محبت کا یہ دستور نہیں ہی

ملنا ہو تو ملنا وہ رقیبو نسے کرین ترک — یہ طرز ملاقات کا منظور نہیں ہی

یوسف سے حسین مول لیا کرتا تھا کل تک — آگو آج مشتاق خریدار نہیں ہی

تبسم کو ترسگیسو یون ہمارے آرزو مین آہین
چمن سے نکہت گل جسطرح لیکر صبا نکلے

علاج دردل حیران بیماران کی کرتے ہین
تماشا ہو کہ حاجتمند بھی حاجت روا نکلے

سعادتمند تو وہ ہو کہ در خاشر سے کھیکر
ترے سائے سے دیکر سایہ بال ہما نکلے

نہین ہم کو ئی ایذا دیتا بھساتا ست وحشت مین
اٹھا کر رکھ لون آنکھو پر جو کانٹا پاؤن مین نکلے

بجا کہتے ہین جو مقدور کہتے ہین یہ دیکھا ہی
مگر سیے پہ چمکے کہ تمھارے بار ہا نکلے

ہمارا خدا گر امیر اپنی تجکو دکھائے
ترے خود منھ سے یہ نیری نمائیکا گلا نکلے

زمست اٹھکے کرتے تو ہو پر شرط بتا ہون
اگر بیت حرم سے کوئی اٹھکر پارسا نکلے

عجب گلشن سیان ہو زہ زبانے پھول کھلتے ہین
وہان غنچے سے اُس گل کے آگے بات کیا نکلے

رہائی کیلیے جسان صیاد اب جو لین حاصل
قفس مین فصل گل کے بعد مرغے بولتا نکلے

وہ مومن ہون جو بسم اللہ کہکر اور قلوم تو ردن
تکبر تب سے ہی اللہ اکبر کی صدا نکلے

ستم یہ ہے کہ سو قت بھولسے بھی آ نکلے
ہماری جانکو تسو ہلا کو سے سوا نکلے

سکدر جی ہماری ہو گئی اعت ہا ئیگا
سو یہین خانہ ربخیر سے مثل سدا نکلے

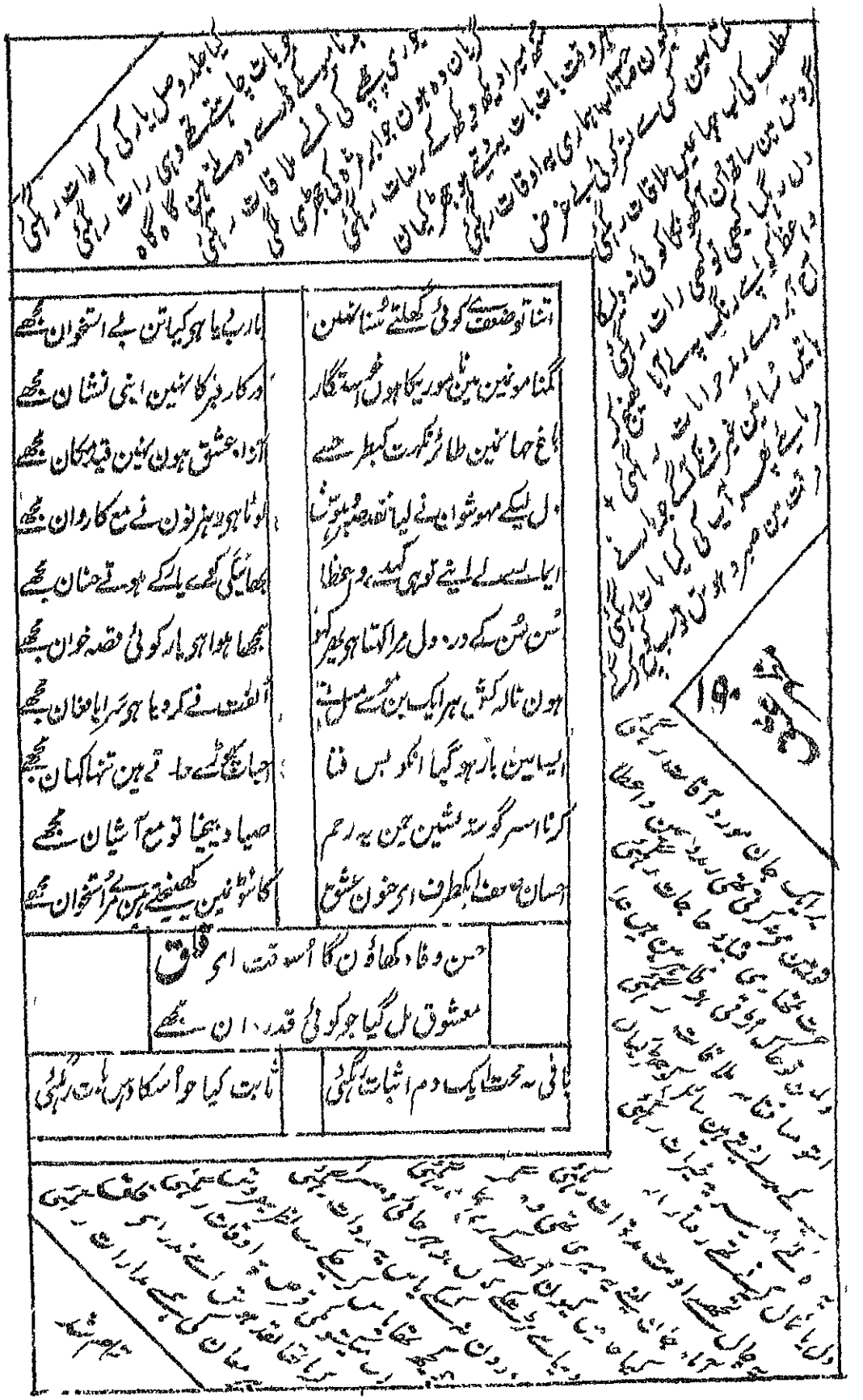

چند غزلیں اور رباعیات اور مفردات جو حال میں تصنیف ہوئی ہیں درج ذیل ہوتی ہیں

غزل اوّل

حسرتا دردا نہ ہی جو ضم رکھتے ہیں — تشنہ ہی جو تم ہون مستا ہم رکھتے نہیں

اوی پروتیرے دیوانے ہیں مانند وصی — خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے ہیں

میرے ہی نہ کہتا تھا مارا شوق حیرت ری ہیں — تجھ سا نادہ اب تم پھر علم رکھتے ہیں

اک تکاد مہر تو کر دینی ہو دم میں سال — کون ہیں وہ جنسے وہ تم کرم رکھتے ہیں

شیشہ نو کسطرح سے ہم کہی ہیں نازک مزاج — بے ملائے بزم ساقی ہیں قدم رکھتے نہیں

نفع ہو الفت کے سودا ہیں کہ نقصان ہو جو — ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہیں

بات کرنے غیر سے دیکھیں تمہیں اور کس طرح — خوشتر ہو نا راض اتنا صدمہ ہم رکھتے نہیں

ساقیا ایسے ہیں مسعی گدائے میکدہ — جو اس جام جم و دارائے جم رکھتے ہیں

اے مہ حسن رہ دم فلک پر ہو دماغ — مہماں اتو میں رہا تون ہم رکھتے ہیں

۱۹۱ ہجری

آرا ہیں جب سے جانان ہمکو اوفق
وصل و ہجر کی کسی سے نہیں

غزل دوم

کیا امید و بیم نا رو حلہ ہم رکھتے ہیں

دھرا ہیں جگر درد مند پہ ہاتھ — حضور گور پہ حاتم کی لات مارے گے

مرے کا مطلب تھا کچھ اور مگر — برائے میر ستانے روزگار آئے

کہے سا یکو کہتا ہی بار بار وہ شوخ — کہ کوئی جا کے ذرا کھینا کہار آئے

نہ در حسن کہا تا ہے پھاتے پھرے گا منہ — بہت تو سب ہیں وہ دن بھی ہی نگار آئے

کرو تماشا عرص یہ عشر میں جو ب طلب ہوگا — کہ تیرے آگے ترا کیا گنہ ہگار آئے

جہاں ہے سفان کا کرینگے دھوم سے عرس — ہم اپنے آپ میں اول ہی کا ہی مار آئے

سنا ہی پھر قلق زار نقد دل ایما
فنا رخانہ الفت میں جلد کر ہار آئے

مجھے جو لوگ کر دیکھتے ہیں میرے بستر پر — گمان ہوتا ہے کہ کالے ہیں اس قسم کا عریر

ہمارے قتل کی نالش نہ کر اے ہتگر — اقرار کیا ہے ہمیے دعوے خود ہو در محشر

عریر و حال وی ہی ہمیے چشم مست لبریز — ہمارا فاکہ و ما و کالکو ہے کے سا تھ پر

ہمیں چلتا کسی لیچ ان لنہ مضبر پر — ار کرتے نہ دیکھا ہر کو نہ خنجر گر پر

ادائے تیز رفتاری ہلاے جان عالم ہی — کہ لٹتے ہیں لاکھے مکہ سے قافلے کے سر پر

آزمائے پہ ہین عشق پر ہمین اقتضا اس سے
جہان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہے انھین
خلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لعل لب وہ گلرنگ سے دل کا پیالا ہے
وہ سکیت ہون کہ جینے خوشی زہر کو گھر مین ڈالا ہے

کیا یوسف جینے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون
معشوق نہ ہوان ہے تو مین سن رسیدہ ہون

حسن مین ہے صبا پہ چھپن کبھی گہے ہم اسیرون کو
سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصیرون کو

کیا عذر معصیت کے کرون مین حضور سے
واللہ شرم آتی ہے اک اک قصور سے

ہجوم اے مکان دلمین ہے جو شوق بیکا
ہوا ہے گوش زد مژدہ یہ کسی آمد آمد کا

قاتل کا یہ جو کئی مار اچٹ گیا
مین سخت جان فور ندامت سے گھٹ گیا

کیا کیا امتحان مین ہم سرخرو ہے
تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے

وطن چھڑا کے وہ تخ اتنی ایذا دے نہ غربت مین
چلے ہین لکھنؤ والے کنار نار و نعمت مین

مانے سے یا نہ مانے کرتے ہیں
یا نہ مانون سے جال کرتے ہین

۱۹۵

ہرم نہ قلق نالہ و فریاد کرو | مالک جو تمہارا ہو اُسے یاد کرو
اب آتی ہو آواز یہ انشاء اللہ | قید غم و ہم سے اسے آزاد کرو

رباعی

سر دھنتے ہیں مجھسے جو عصیان عظیم | اس تیغ الم سے جگر و دل ہو دو نیم
برسن مگر بر کرم خویش نگر | مجرم کوئی مجھسا ہو نہ تجھسا ہو کریم

رباعی

آگاہ ہیں خوب اپنی اصالت سے ہم | اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے | این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

رباعی

بارت تری وہ فیضرساں ہو درگاہ | پھرنا نہیں محروم کوئی حاجت خواہ
غیر و نہ کروں سوال تجھ سے ہو نہ | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

بالا سا کی ذات کا نہ کوئی کام کیا | جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

دل از تو چه گویم که چه مے خواهد
ز منصب و شاهی نه لوا میخواهد
بر در لئے دگر ہیچ ندارد الا
از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد
کس نیست تضییع سوائے احمد
بینید بروز حشر انشاء اللہ
باشم تہ دامان لوائے احمد

رباعی

در شہر مدینہ چو بود مسکن ما
زین بہ بجہان نیست دگر امن ما
دانیم کہ یا بیم مراد کونین
گر قرب در پاک شود مدفن ما

رباعی

اے بادشہ ملک قناعت مددے
وے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگہ تو بہائے لنگ آمدہ ام
اے شیر نستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعۂ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی جو صورت
پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن و جمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہی
صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی
چھوڑین پارسا بنین ذوق صوری سرتاسر تلخکامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت روحی
شوق معانی ہو جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو جستی
ماتوان کو توانائی ناتکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو
قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز حرام ہی الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون
مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور ۱۹۹
حوران خلد کا پیام سنون تو اسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ تر ہات
فرماؤن لاحول ولا قوۃ ای ہرزہ درایہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ
حضرت یارالسلطان آفتاب الدولہ مہرالملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف
خواجہ اسد المتخلص بہ قلق کا دیوان چھپا ہی اور اس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی تعجب
اب تو ہم بے پر اڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین بیوکھٹکے وہان کی سیر اور شاہدون کا
مشاہدہ کرآتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو جب نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم سنائین اور کلید
امید وصال جاوید کی خوبی سنائین۔ سنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج
ہی اسمین ایک مطبع منشی نولکشور کا غم غلط کرنیوالا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور ناطور د
مراد یاؤگے یہ سنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بجست آگین مسرت قرین پایا دیکھنا کیا ہون

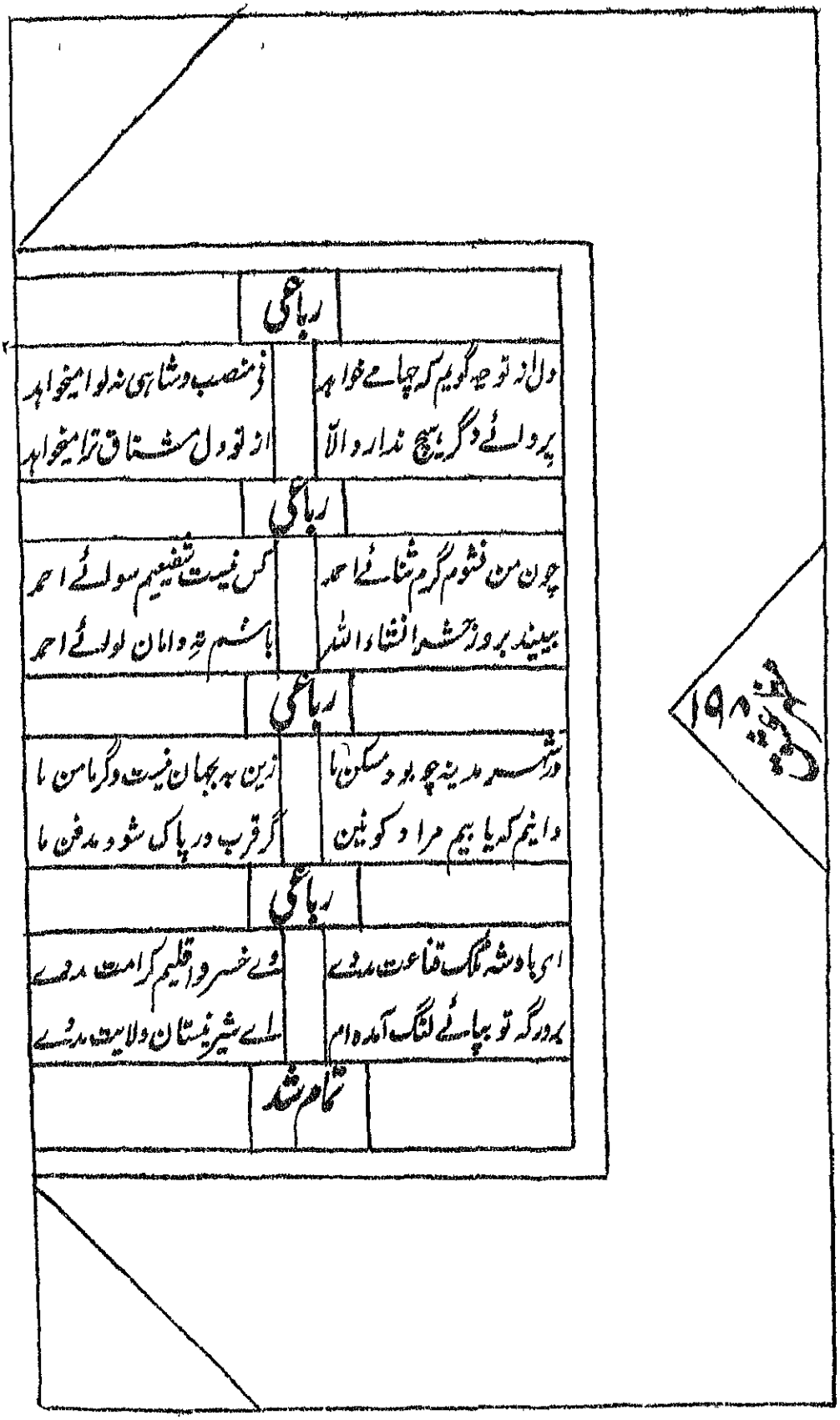

رباعی

دل از تو حیدر گویم که چیزے خواهد
ز منصب و شاهی نه لوا میخواهد
پروائے دگر هیچ ندارد والا
از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من شوم گرم ثنائے احمد
کس نیست شفیعم سوائے احمد
بینید بروز حشر انشاء الله
با شم تهِ دامان لوائے احمد

رباعی

در شهر مدینه چو بود مسکن ما
زین به بجهان نیست دگر مامن ما
دانیم که یا بیم مراد کونین
گر قرب در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشه ملک قناعت مددے
وے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگه تو بپائے لنگ آمده ام
اے شیر نیستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعۂ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی جو صورت پرستان دہان ہلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن وجمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہی صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی چھوڑین پارسا بنین ذوق صبوحی سرتاسر تلخکامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت روحی شوق معانی ہی جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز حرام ہی الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی ہان یہ ہوسکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور ۱۹۹
حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہوجاؤن اور پھر کچھ نہ ہات فرماؤن لاحول ولاقوۃ ای ہرزہ درایہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ حضرت یارالسلطان آفتاب الدولہ مہرالملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد المتخلص بہ قلق کا دیوان چھپا ہی اور اُس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی کیہے اب تو ہم بے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین بیوبجکر وہان کی سیر اور شاہدون کا مشاہدہ کرآتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو جیب نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم تمکو تلاش مین اور کلید امید وصال جاوید کی نوید سُنائین سُنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج ہی اُسمین ایک مطبع منشی نولکشور نام غلطاکر مینو الا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور تا طورہ مراد پاؤگے یہ سُنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین سخت آگین مسرت قرین پایا دیکھنا کیا ہون

کہ یہ بلبلہ دیوان فلق موجود ہوا اور بیچ دفلق مفقود ہوا آزبسکہ ایک مدت دراز سے ذوق
کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روزگار لکھتا تھا تمنا کا ہیشہ
خون ہوتا تھا + یکبارگی ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل
نے فوراً سرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ مے بیم ز بیداریست
یارب مبادا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ مسب حال مصرع یاد آیا ع یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم + اوڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر تصنیف
کی اور کلام خلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہی اور اسکا ہر سنجر کس
قبہ کا ہراہا کہ آپ وقائع نگاری مین ہوشیار یا منتخب روزگار ہین مگر یہ کونکر تسلیم کرین کہ
وہان آبادی مین بھی کامل النہار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی
کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین و امن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر نارکی لذات ۲۰۰
کے لیے کیا مزا امثل مشہور ہی کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ
دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب
یہ سب سچ ہی ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسید اسلیے
کچھ بھی اسکی تعریف مین تو عمل نہین ہوا مگر مورخانہ خیالات دراکی مین بلاشک و تامل نہین
ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہی خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے مقبول
متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے بالگاہ عالی ہی مصصد مزاج جسپر
پڑ جینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی مش ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان
نازک خیال تیز مقال اور باکمال ہی اہل کھٹو تو اُن کی قابلیت کے لیے [illegible]
قابل ہین اسمین کیا قیل و قال ہی آلہ تہ اخلاق ناس اور فیض عام جاری [illegible]

والا مقام نیکنام قابل ستایش ہو کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور کتاب چھاپی یا آتشی جب تک علق و سخن رہے اور آتیاز لطف نو و کہن رہے تا عروسان حسن معنی کا حسن بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا میں نیک نام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز رہے یا خدا مقبول این گفتار باد ۔ تا جہان باشد او دہ اخبار باد ۔

قطعہ تمام تمہ دیوان قلق مطبوعہ سابق ریختہ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

قلق کو لکھو عن جدائے سخن ۔ نہ فلسفیں کر شرع والے گناہ ۔ وہ ہی مہر اوج سپہر کلام ۔ وہ اقلیم معنی کا ہی بادشاہ
زمین سخن استوار ہو گئی ۔ کہ میر فلک کی نہ پہنچے نگاہ ۔ پلکے ہیں مضمون چمکتے ہوئے ۔ ہر اک نقطہ ہی عبرت مہر و ماہ
جو صبح ہی اڑتا ہوا عریری ۔ برستان کا دیوان پہ ہی اشتباہ ۔ وہ باریک معنی ہیں نام خدا ۔ کہ حاضر جو دیکھے سے انتباہ
ہر اک بحر مسود و مانع و بہار ۔ صریر قلم کبک کا قاہ قاہ ۔ اگر غوطے کھاتا نگاہ غواص فکر ۔ بجو غزل کی نہ پائیگا تھاہ
کہیں کوئی اس سے نہ فرہ بیان ۔ وہ موسیٰ ہو خامہ سحر بیاں ۔ مدد گر ہے شعر ہو ولیس درد ۔ کہے واہ وا کی جگہ آہ آہ
یہ سیارہ کا دیوان دل ایسا ہے ۔ کہیں دیکھکر جسکو سبحان واہ ۔ سخنور اگر لفظ اُلجھے ہوئے ۔ سر رہنا رکاغذ پہ حیرتی نگاہ
یہ مطبع کے صاحب کا ہی فیض عام ۔ کہ ہی جاری و لطف فضل آلہ ۔ وہ ہی مالک ملک دانشوری ۔ وہ ہو شاہ اقلیم توقیر واہ
وہ ہی بحر موج فیض و کرم ۔ سیہ اندرون کے ہیں آب نیاہ ۔ کرم ہیں عنایت ہیں اخلاق ہیں ۔ وہ مشہور ہی ہند سے تا دراد
مرا قول ہی مثل اُسکے کبھی ۔ ہوا ہو سکا کوئی خانہ خواہ ۔ سنجیتے ہیں سر پیچ راحی اُسے ۔ جگہ سر پہ دیتے ہیں صاحب کلاہ
ثنا گستری اُسکی ان دن کرے ۔ کہ ہو علم کی جسکو خلعت و کلاہ ۔ نہ سمجھا کہ جو جانتا ایک ہو ۔ حساب عدد سے سپید و سیاہ
ہر اک اُسکا کانتی عطارد و جاہ ۔ ہر اک اُسکا نتی عطارد و جاہ ۔ اُسے مانگی ایسے ہیچ ہر طرح ۔ اُسے عہد کا اپنے کرتا نباہ
یہ تاریخ دلسے منظور ہو ۔ ندیم و ادیم کی اُسکو رضا ۔ پڑھوں ایک طلع دعا میں تمام ۔ دعا سے مری ہی اجابت کی راہ
خدا یہ جہانگیر انجم سپاہ ۔ رہے آسمان پر ہوں داد خواہ ۔ رہے حشمتاک چہر ذکاء زرد ۔ رہے حشمتاک سر برگ گیاہ

اہ بر مطبع

زمین پر ہے آسمان جبتلک	ہے جبتلک دے معنی کو راہ	سلامت ہے تو قیامت تلک	ہے گردش بخت تری یار کا
ہے روز و شب پہ جم غفیر	ہے بخش وجود شام دیگاہ	رہے دوست تیرا خوش شاد مند	ہے تیرا دشمن خراب تباہ
تری نظم عشرت ہین ناظر ہو تمس	ہے نہر محل ہیں سرگرم راہ	بڑھین ہو زمانے تری عمر کے	گنٹین جتنے حساب کے سال و ماہ
جو بد خواہ ہو تیرا اُسکے کبھی	سو کفش ہیں نہ سر پہ کلاہ	ہوا طبع دیوان مہ جون ہین	کہ مشحون فقہ نسیان ہر گواہ
لکھا حالیہ شعر تاریخ ہین	ہوا سال عرب کی تھی چاہ	قلق کے سخن کا کہین صد ہو	سخن سچ سنکر کے جسکو واہ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق	زیب دہ ہر پنج کنم وصف او	کرد وفا از پے سالش رقم	شاعر مشہور کلام نکو

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آصف الدولہ خواجہ رشید علیخان صاحب بہادر تخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور مین بہ سرپرستی رائے بہادر جناب معلی القاب منشی براگ نرائن صاحب مالک مطبع ہذا دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء چوتھی مرتبہ چھپکر کمال امتیاز طرین ہوا

۲۰۲

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

چو دیوان قلق مطبوع گردید	کہ ومہ داد حسن خوبیش داد	پے تاریخ سال ہجری او	رقم زد کلک عاقل نظم دلشاد

۱۳۲۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ بادی محافظ عمارت صحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ابدان	بصد حسن و خوبی بسد دیدہ زین	دم طبع و سال تاریخ ہجری	رقم کرد حامد چہا نظم رنگین

۱۳۲۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید گفت از انصاف	ہست سر تا قدم نظم قلق دلچسپ
خامۂ حامد وارفتہ بسال ہجری	کرد فی الفور رقم نظم قلق دلچسپ

۱۳۲۹ھ

فہرست کتب

نام کتاب	قیمت
دیوان نعت سروری۔	۱۴ر۳ پائی
بہارستان اشعار۔	۱۳ر
دیوان جرار۔ کلام میر راحسین حرار۔	۱۳ر۹ پائی
بہارستان سخن۔ مجموعۂ کلام استاد ناسخ آتش آباد	۷ر۳۰
ترجمہ قصائد عرفی۔ موسوم بہ عجیبۃ الغریب	
از مولانا عبدالمجید خان۔	۱۳ر۳ پائی
دیوان عاشق۔	۱۲ر
دیوان ضامن۔	۲ر۳ پائی
دیوان شایستہ پاسنج	۱۸ر
دیوان چمنستان جوش۔	۱۷ر
دیوان حمد ایزدی۔	۱۳ر
دیوان نعتیہ۔ از مولوی احمد علی	۱۳ر
مجمع الاشعار۔	۱۴ر۶ پائی
چمن بے نظیر۔	۱۱ر۶ پائی
گلدستۂ امانت۔	۱ر
دیوان حیرت۔	۱۸ر
گلدستۂ حفیظ اللہ خاں معروف بہ شعار دلیسد	۱۸ر
شرح ترجمہ قصائد عرفی از مولانا ابوالحسن	۱۰ر
دیوان مناجات ہندی۔	۱۰۷ر
نوشتۂ آخرت منتخب قصائد و غزلیات حمد و نعت	۱۰۸ر

مثنویات اُردو

نام کتاب	قیمت
مثنوی طلسم جہان۔	۱۴ر
مثنوی بہارستان نادان۔ ترجمہ مثنوی غنیمت	۶ر۲ پائی
مثنوی موجۂ غم۔ مع مثنوی نالۂ حزیں۔	۹ پائی
مثنوی سعدین۔	۱ر
مثنوی خورشید روشن۔	۹ پائی
مثنوی حیرت افزا۔ مع غزلیات و مخمس	۱ر
مثنوی در صفت کشمیر	۱ر
مسدس کریما۔	۶ پائی
مثنوی یوسف زلیخا منظوم۔ از استاد لگار	۶ر۲ پائی
ترجمہ اُردو شرح یوسف زلیخائے جامی	۱۶ر
مثنوی گلزار نسیم۔	۱ر
مثنوی میر حسن دہلوی با تصویر۔	۹ر۲ پائی
مثنوی دلاویز۔	۱ر
مثنوی رموز العاشقین۔	۱ر
مثنوی حور جبان۔	۲ر
مثنوی گلستان عشق۔	۶ پائی
مثنوی دریائے تعشق۔	۱۲ر
مثنوی بلبل چہ تر۔	۹ پائی

نام		نام	
بارہ ماسہ برہ بارلیس	۶ پائی	سنگاسن بتیسی منظوم۔	۴ر
بارہ ماسہ سمندر کلی۔	۶ پائی	گلزار ابراہیم قصۂ ابراہیم ادہم۔	۳/۴ پائی
مجموعہ بارہ ماسہ سہاگن بیتی مادھو پیراشاہ و مقصود	ار	پشمینہ شیریں قصہ شیریں و فرہاد۔	ار/۳ پائی
بارہ ماسہ سنگھ جدید۔	۶ پائی	جوگن نامہ	۶ پائی
اندر سبھا امانت۔ مداری لال یکپائی۔	ار	ایجاد رنگین۔ حکایات لطائف	ار
قصہ جات نثر اردو		مجموعہ چوہڑ نامہ و بلی نامہ و امیوتی نامہ از منشی بیلی رام۔	ار
الف لیلے با تصویر مترجمہ مولوی حامد علیخاں		پدماوت بھاکھا اردو از ملک محمد جائسی	
تقطیع کلان۔	۱۲ر	جدید الطبع۔	۱۲ر
فسانہ عجائب۔ علی قلم با تصویر۔	۹ر ب	پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعر بہ شعر	
سرور سخن۔ بجواب فسانہ عجائب۔	۳/۵ پائی	ملک محمد جائسی۔	۱۲ر
طلسم حیرت۔	۵ر	پدماوت اردو۔ از عرت و عشرت	۱۳ر
طلسم فصاحت قصۂ عجیب و غریب فسانہ عجیب	۱۲ر	فسانہ عجائب منظوم۔	ار
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی با تصویر۔	۵/ پائی	نلدمن اردو۔	ار/۳ پائی
ریاض تحقیق نادر ترجمہ جدید سکندر نامہ بری۔	۱۲ر	ہدیۂ انظار۔	۶ پائی
داستان امیر حمزہ۔ با تصویر مسلسل ہر چہار دفتر۔		قصۂ حاتم طائی منظوم۔	۸ر
قصہ جات نظم اردو		قصۂ عابد و شیطان۔	۳ پائی
		شیریں خسرو با تصویر	۹/۲ پائی
قصۂ شاہ روم	۶ پائی	پنجابرہ نامہ۔	۳/۱ پائی
قصہ شیخ منصور۔	۶ پائی		